رساله انوار جمالیه

از۔۔ علامه عبد العزیز پرهاروی رحمة الله علیه

ترجمه۔فقیر محمد برخوردار محشی نبراس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لولیہ والصلوۃ علی نبیہ

خزان رسید و گلستان بآن جمال نماند	سماع بلبل شوریدہ رفت و حال نماند
نشانِ لالۂ این باغ از کہ مے پرسی	برو کہ آنچہ تو دیدی بجز خیال نماند

اما بعد خاکپائے ابرار فقیر محمد برخوردار محشی نبراس و مؤلف رسالہ قول جلی وغیرہ اربات بصیرت کی خدمت مین رسالہ جمالیہ مؤلفہ حافظ عبد العزیز پھڑیاروی کا ترجمہ کرکے پیش کرتا ہے۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ مشہور ہے۔ یعنی صلحا کا ذکر کرتے ہوئے رحمتہ نازل ہوتی ہے۔ علمائے نے لکہا ہے کہ جسطرح بارش کے نازل ہونے سے زمین سرسبز اور کھیت بابرکت ہوجاتے ہین جسے اسائش عالم کہا جائے۔ تو بجا ہوگا۔ اسیطرح صالحین کے ذکر پر وہ نعمتین نازل ہوتی ہیں۔ جن سے قلوب الناس منور اور دماغ مخلوقات معطر ہوجاتے ہین۔ جنہین باعث آسائش عالم کہا جائے۔ تو ناموزون نہ ہوگا۔ کیونکہ انہی کی وجہ سے خاص و عام راعی و رعایا۔ ائمہ و امت اور سائر برایا سے افات و بلایا دور ہوتی ہین۔ ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لفسدت الارض ولکن اللہ ذو فضل علی العالمین یہ بھی مخفی نرہے کہ جملہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ کو کسی نے خبر کسی نے اثر لکہا ہے ابن جوزی۔ عراقی۔ مجد شیرازی۔ عسقلانی۔ سخاوی وغیرہم تو اسے مقولہ سفیان بن عیینہ فرماتے ہین اور بعضے اسے امام عبد اللہ بن مبارک کا فرمودہ بتلاتے ہین۔ امام غزالیؒ نے اسے خبر فرمایا ہے۔ لعلہ ظفریہ۔ ابن عربی نے اسے اثر کرکے لکہا ہے۔ صاحب قول مستحسن نے دیلمی سے بابن عبارۃ نقل کرکے عن معاذ رفعہ ذکر الانبیاء من العبادۃ و ذکر الصالحین کفارۃ الحدیث لکہا ہے۔ ومن ھہنا یظہر ان لہ اصل گو اس مین بعض من تکلم ہین واللہ اعلم ۱۲ ؎ مرا کمال محبت ترا کمال جمال ✤ دمے مباد کہ نقصان پذیرد این دو کمال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہون ساتھ نام اللہ کے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ترجمہ بزبان اُردو کتاب انوار جمالیہ	ترجمہ فارسی انوار جمالیہ	اصل کتاب انوار جمالیہ
تیری ہی لئے حمد ثابت ہے اخمت مین ہو یا بلا مین۔	خاص برائے تست اے بار خدایا	لك الحمد فی النعمة و
اور تیرے ہی لئے شکر ہے سختی تنگی مین ہو یا	ہمہ سپاس و ستائش در ہمہ حال چہ انعام	البلاء ولك الشكر فی الشدة
فراخی مین اور تیری ہی طرف سے رحمت بابرکت	وچہ ابتلا و برائے تست شکر در کل احوال	والرخاء ومنك الصلوٰة علی
ہو۔ تیرے حبیب پر جو تمام نبیون کا سردار ہے	چہ تنگی و چہ فراخی درود و سلام نثار بار	حبيبك سيد الانبياء و
اور اوسکی آل پر جو برگزیدہ ہین۔ اور اوس کے	بر دوستے تو کہ سردار پیغمبرانست و آل او	الہ النجباء واصحابه الاصفياء
اصحاب پر جو پسندیدہ ہین	کہ نجیب و چیدہ اند و اصحاب وے کہ صفی و	اما بعد فهذه
اما بعد یہ خصال پسندیدہ اور شمایل حمیدہ	برگزیدہ اند اما بعد الحمد و الصلوٰة پس این	الخصال الرضية والشمائل
ہین۔ ہمارے محبوب و رہنما اور ہدایت کرنے	ملفوظات خصلتہائے پسندیدہ و سیرتہائے	السنية لمولنا و
	است پیرے راہبر ما کہ رشد و ہدایت کنندہ ما بود	مرشدنا وهادينا

بقیہ حاشیہ صفحہ پر دیکھو۔

والے کی جنہین جمع کیا ہے۔ فقیر عبد العزیز احمد
کے خلف الرشید نے۔ خدا تعالی اوسکے ساتھ
نہایت ہی الطافانہ معاملہ کرے۔ یہ مجموعہ خوبیہائے
فراوان جناب ممدوح کی وصال سے تیسرے
دن بوقت زوال شروع کیا۔ اللہ تعالی اُس
سے راضی ہو۔ مین اللہ تعالی سے سوال کرتا
ہون۔ کہ وہ اس کتاب سے مجھے بھی اور اُنکے
تمام مریدون اور مسلمانون کو فایدہ بخشے
اور اللہ ہی کیطرف بازگشت ہی اور رجوع سب کا ہے

مقدس ومتقی کناد حق سبحانہ مزارو
کہ گرامی وارجمند است جمع گرداینده است
اینہار فقیر عبد العزیز سیر احمد پرساروی
کناد باد حق سبحانہ ہر چہ کند بمقتضای لطف
خود کند کہ افضل است اولی شروع کرد بود
جمع آنہار ابوقت زوال از روز یکسوئے بود
از وصال آنحضرت راضی وخوشنود باد
از وحق سبحانہ وسوال میکنم از وسبحانہ ایکہ
نفع دہد ہمرا و دیگر باقی مریدان آنحضرت را بلکہ تمام
مسلمانرا باین کتاب بسوئے درست سبحانہ
رجوع وبازگشت ہمہ

قدس الله تعالى سره العزيز
جمعها الفقير عبد العزيز بن
احمد عامله الله سبحانه بلطفه
الاكبر ابتداءها وقت الزوال
من ثالث يوم من وصاله
رضى الله تعالى عنه واسأل
الله سبحانه ان ينفعنى
وسائر مريديه والمسلمين
بهذ الكتاب واليه
المرجع المآب

ف ۱ وفات و وصال کے لفظ
ف ۲ قمری سال کے لئے
ف ۳ اس جملہ سے اشارہ کیا ہے کہ
ف ۴ یہ فقرہ اس لئے
ف ۵ اس سے اشارہ کیا ہے کہ
ف ۶ اس سے اشارہ کیا ہے کہ
ف ۷ اس سے اشارہ کیا ہے کہ
ف ۸ اس سے اشارہ کیا ہے کہ
ف ۹ اس سے اشارہ کیا ہے کہ
ف ۱۰ اس سے اشارہ کیا ہے کہ
ف ۱۱ اس سے اشارہ کیا ہے کہ
ف ۱۲ اس سے اشارہ کیا ہے کہ

حضرت ممدوحؒ کے نام و نسب اور وطن کا بیان

حضرت ممدوح شیخ کامل بلکہ کامل تر تھے اور رہنما افضل و برگزیدہ تھے۔ صاحبان عرفان اور توحید کیلئے تکیہ گاہ تھے۔ صاحبان خلوت و یگانگت کے پیشوا تھے۔ برگزیدونکے تاج۔ اولیا کے سردفتر ہمارے سردار اور آقا حافظ محمد جمال الحق والدین۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کی روح پر فتوح کو راحت و آسائش مین رکھے۔ اور ان کی فتوحات سے ہمین محروم نکرے۔ آپکے والد کا نام محمد یوسف جو حافظ عبد الرشید کے فرزند دلبند تھے رضی اللہ عنہما۔ جناب ممدوح بھی اور ان کے اجداد امجاد بھی ملتان دار الامان کے متوطن تھے۔ سکونت آپ کی ملتان کے قلعہ کے باہر شرقی طرف جہان آب روضہ مطہرہ ہے تھی ✤

اینست بیان اسم شریف و نسب و وطن آنحضرتؒ بودند آنحضرت شیخ کامل اکمل و مرشد اعلیٰ و افضل تکیہ گاہ و معتمد اصحاب معرفت و وحدت و مقتدائے و پیشوا اصحاب خلوت و یگانگت سرتاج گزیدگان و تاج گوہرین اولیاء اللہ سردار و مولائے ما جناب حافظ محمد جمال اللہ صاحبؒ کہ زیبائی حق و دین باد بود خوش دارا حق سبحانہ روح پر فتوح آنحضرت را و رسانا و بما از فتوحات جناب وے رضؓ والد بزرگوار حضرت ایشان حضرت محمد یوسفؒ آمرزند جناب حافظ عبد الرشید صاحبؒ وطن حضور بلکہ وطن تمام آبا و اجداد حضرت ایشان دار الامان ملتان است بیرون از کوٹ شہر بطرف مشرق

ذکر اسمہ و نسبہ و وطنہ رضی اللہ سبحانہ عنہ ھو الشیخ الکامل الاکمل و المرشد الافضل الامثل سند اصحاب العرفان و التوحید اسوۃ ارباب التجرید و التفرید تاج الاصفیاء اکلیل الاولیاء سیدنا و مولٰنا حافظ محمد جمال الحق و الدین روح اللہ سبحانہ روحہ و اوصل الینا فتوحہ والدہ محمد یوسفؒ بن حافظ عبد الرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہما متوطنہ و متوطن آبائہ و اجدادہ دار الامان ملتان خارج الحصن فی الطرف الشرقی

[illegible]

حافظ ممدوح کی شکل وشباہت

حضرت ممدوح قدس اللہ سرہ خوش رو چمکیلے موزون قد۔ معتدل نازک اندام تھے۔ آپکا چہرہ کسیقدر دراز تھا۔ آپکے دانت گویا ان چھدرے موتیون کی لڑی تھی۔ ناک عجیب ابرو کم مو۔ باریک لب۔ ریش مبارک نہایت موزون تھی۔ آپکی ناک وپیشانی بوجہ کثرت سجود کسیقدر درشت تھی۔ آپ کے قدم کی پشت مائل بہ تسطیح تھی ٭

حافظ ممدوح کی رفتار کے آداب کا بیان

آپ ایسے تیز چلتے تھے کہ ہمارے نوجوان بھی اونہین نہ مل سکتے تھے۔ اگر آپ کے پاس آسا (عصا) نہ ہوتا تو بسا اوقات ہاتھون کو پس پشت جمع کرکے چلتے۔ ہم نے اکثر آپ کو عصا ہاتھ مین پکڑ کر چلتے ہوئے دیکھا ہے۔ مجھے یاد نہین۔ کہ آپ بوقت رفتار عام لوگون کی عادت کے موافق ہاتھ ہلاتے ہون۔ جب چلتے تو سر مبارک نیچے ہوتا۔ بے ضرورت دہنے بائین ملتفت نہین ہوتے تھے۔ عصا آپ کا بانس کی لکڑی کا ہوتا تھا۔ گاہ گاہ وہ عصا استعمال میں لاتے جو

اینست بیان حلیہ مبارک آنحضرت بود حضرت ایشان خوبرو تر و تازہ رنگ مثل گلسرخ میانہ قد کم گوشت یعنی نازک اندام بودند روئے مبارک آنحضرت قدرے طول داشت دندان مبارک چنان سفید و منتظم بود گویا رشتہ در مصفے بودند بلند و باریک بینی از حد داشتند موی مبارک ابرو بیحد زیادہ نبود و نازک لب بودند ریش مبارک میانہ مو بود بر پیشانی آنحضرت سیما بود و از اثر کثرت سجود پشت قدم مبارک برابری ہمچون سطح قریب بود اینست آداب پیادہ رفتن آنحضرت بوقت رفتن سرعت میداشتند چنانکہ جوانان در نمی یافتند آنحضرت و بسا بود کہ از پس پشت خود جمع میفرمود ہر دو دست مبارک را اگر نمی بود ہمراہ ایشان عصا لاکن حسب دیدہ اکثر رفتنی آنحضرت بعصا بود و بیاد فقیر نیست جنبانیدن آنحضرت دستہا را پس پیش چنانچہ عادت بعض مردمان است و ہمچنان بوقت رفتن سر فرو میداشت یعنی چپ و راست نمی دید مگر بمقتضائے ضرورت و اکثری بود

ذکر حلیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کان قدس سرہ حسن الوجہ ازہر اللون معتدل القامۃ خفیف اللحم لطیف الاعضاء وجہہ بادنی طول اسنانہ کانہ سلک لؤلؤ مکنون اقنی الانف قلیل شعر الحواجب لطیف الشفتین معتدل شعر اللحیۃ علی جبہتہ وانفہ خشونۃ من اثر السجود ظہر قدمہ الی التسطیح اقرب آداب مشیہ کان قدس سرہ اذا مشی اسرع لا یدرکہ شبابنا وربما کان اذا مشی جمع یدیہ من ورائہ ان لم یکن معہ عصا واکثر ما رأیناہ یمشی مع عصا ولا احفظ تحریکہ یدیہ قداما وخلفا کما ہو عادۃ الناس واذا مشی اطرق راسہ ولم

جو آپ کو ہدیۃ ملا تھا۔ لوگ نہیں شناخت کر سکتے تھے کہ کس درخت کا ہے ✤

حافظ ممدوح کی نشست کے آداب کا بیان

آپ کی اکثر نشست مانند تشہد تھی یا باین طور کہ ایک زانو کھڑا ہو۔ اور گاہ گاہ مربع بیٹھتے۔ جب اخیر عمر مین بڑہاپا لاحق ہوا۔ تو اکثر تکیہ لگا کر بیٹھتے ✤

حافظ ممدوح رضی اللہ عنہ کے علم کا بیان

نہایت ہی دقیق اور مشکل مسایل میں از روئے فکر۔ آپ احسن الناس تھے۔ جب ہمین کوئی مشکل سے مشکل مسئلہ پیش ہوتا۔ گو وہ کسی علم کا ہو۔ ہم آپ کی طرف رجوع کرتے۔ آپ اوسکے حل اشکال مین ایسی واضح اور اچھی تقریر فرماتے کہ جس سے زیادہ بہتر ناممکن نہین۔ تو مشکلتر ضرور ہے۔ آپ تحصیل علم کے وقت یعنی طالبعلمی مین۔ علم و ذکاوت مین تمام طلباء سے افضل و اکمل سمجھے جاتے۔ ادراک علوم مین وہ ملکہ حاصل کیا تھا۔ کہ تمام مدارس مین مستثنے خیال کئے جاتے مناظرہ و مباحثہ کا یہ حال تھا کہ جو معارضہ مین آتا۔ آخر خاموشی و ندامت حاصل کرتا۔ کتاب

کہ بہ تحفہ و ہدیہ آمدہ بود نمی شناخت ہیچکس کہ گدام درخت است این عصا این است

بیان آداب نشستگی آنحضرت رض اکثر نشستن حضور بر خوامانیدن ہر دو زانو بود کہ صورت قعدہ تشہد است یا بایستا کردن یک زانو و این گاہ بود کہ می نشست بہ چار پہلو و در آخر عمر اکثر نشست حضور بہ تکیہ مے بود بسبب طوق ضعف پیری اینست

بیان علم حضور رض بودند آنحضرت رض نیکو اش مردمان در مسایل دقیقہ لہذا چونکہ مشکل میشد بر ما ہیچ مسئلہ از ہر علم کہ میبود رجوع بآن قبلہ رض میکردیم دران پس حل و بیان میفرمود با حسن توجیہات ممکنہ چہ بود ذات آن حضرت رض در وقت طالبی نیز از گزندگان طالبان چہ در علم و چہ در ذکا و ملکہ در تحصیل علوم تا کہ از بیان طالبان مستثنے بود در مدرسہ ہا و ہیچکس بآنحضرت رض مقابلہ بہیچ مسئلہ نمے کرد۔ مگر کہ مغلوب میشد و تحصیل حضور رض

اهديت اليه لا يعرف الناس من اى شجرة هى آداب جلوسه رض كان اكثر جلوسه رض على صورة التشهد او بنصب احد الركبتين وقد يجلس ربعا وكان يجلس فى الاكثر متكئا لما لحقه شئ من الضعف فى اخر العمر علمه رض كان من احسن الناس فى المسائل الدقيقة واذا اشكل علينا مسئلة من اى علم كانت رجعنا بها اليه رض فيقول فينا احسن ما يمكن ان يقر وكان وقت تحصيل العلم من اجل الطلبة علما وذكاء وملكة فى العلوم حتى كان يستثنى فى المدارس ولم يعارضه احد الا واقحمه بالمناظرة وقد حصل العلم

دائرۃ الاصعاب تک علم حاصل کیا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ
نے انہین اپنی طرف کھینچ لیا۔ (شرح صدر ہوگیا)
باقی علوم ترک کر دئے۔ پھر ریاضت و مجاہدہ مین
مشغول ہوئے۔ اور آپکے شیخ کا وطن موضع
مہاران ہے (جو مضافات ریاست بہاولپور سے ہے)
اور مقبرہ یعنی روضہ مبارکہ آپکا تاج السرور مین ہے
(جو مہاران شریف سے چند میل پر واقع ہے)
حافظ محمد روح مسئلہ وحدت الوجود کی تحقیق مین
اجل العلماء تھے۔ شیخ اکبر محی الدین عربی اور
فاضل عبد الرحمن جامی قدس سرہما کی کتابونکو
بہت محبوب رکھتے۔ نفحات الانس۔ مثنوی لوائح
اشعۃ اللمعات۔ فصوص الحکم نہایت ہی پسند
خاطر تھین۔ خصوصاً فصوص الحکم کا فص محمدی
یہ فص تو یہانتک محبوب تھا۔ کہ اگر کوئی شخص
آپ کے سامنے ذکر بھی کر دیتا۔ تو جھومنے
لگ جاتے۔ اور اپنے لبون کو از روئے
لذت چوستے۔ مذکورہ بالا کتب وحدۃ وجود
سے اگر کوئی کتاب کسی مرید کو پڑھاتے۔ تو
ایسے ایسے پیچیدہ مسائل بیان فرماتے۔ کہ
عقول اور افکار متحیر ہو جاتے۔ مجھے اپنی زندگی

حضور تا کتاب دائرۃ الاصول بود پس
بخود کشید حق سبحانہ آنحضرت را
بسبب آن ترک فرمود و شاغل شد بتکلیف
نفس بجہد در عبادات و طاعات و نیز شاغل شد
بصحبت شیخ کامل خود کہ مقبول بارگاہ حق
سبحانہ بے نیاز قبلہ عالم حضرت شیخ نور محمد
صاحب بودند بود وطن مبارک ایشان در
قریہ مہاران متعلق ریاست بہاولپور و مزار
شریف در بستی تاج سرور سہ کروہ از مہاران
جنوبا فقط و بود حضرت مرشد ما از سرکیان
عالمان جلیل القدر بعلم مسئلہ وحدۃ یعنی وحدۃ
وجود و دوست میداشت کتب تصنیف شدہ
حضرت شیخ بزرگ جناب محی الدین بن عربی صاحب
را و نیز تصانیف حضرت مولنا فاضل جامی
قدس سرہ السامی را ازان پسند می آمد آنحضرت
را نفحات انس و مثنوی شریف و لوائح جامی
و اشعۃ اللمعات و فقرات و فصوص الحکم خصوص
کا فص محمدی ازان کتاب دوست تر میداشت
حتی کہ اگر بنزد حضور آنحضرت خواندہ میشد
رقص و تحریک میفرمود سر مبارک را آنحضرت

الی کتاب دائرۃ الاصول فجذبہ
اللہ سبحانہ الیہ فترک بقیۃ
العلوم واشتغل المجاہدات
والریاضات وصحبۃ شیخہ الکامل
مقبول جناب اللہ الصمد الشیخ
نور محمد کان وطنہ فی موضع
المہاران ومقبرتہ المبارکۃ
فی التاج سرور وکان من اجل
العلماء علما بمسئلۃ الوحدۃ
ای وحدۃ الوجود ویحب تصانیف
الشیخ الاکبر محی الدین بن العربی
والفاضل الجامی قدس سرہما
فکان یعجبہ نفحات الانس
والمثنوی واللوائح واشعۃ اللمعات
والفقرات والفصوص سیما
الفص المحمدی منہ حتی اذا
ذکر لہ الفص المحمدی رقص رأسہ
ومطق شفتیہ استلذاذ
وکان یدرس احدا من مریدیہ
کتابا مما ذکر من کتب مسئلۃ

کی قسم ہے۔ کہ آپ علم کے بحر ذخار تھے۔ ادنے
ادنے الفاظ سے قسما قسم کے علوم اور معانی
استنباط کرتے۔
تعلیم آپکی از روئے تفصیل۔ وضاحت۔ تمثیل
ایسی احسن تھی کہ کند ذہن طالبعلم کو دقایق
علوم اس طرح سمجہاتے کہ ذکی طالب کو اوسطرح
آپکا غیر نہ سمجہا سکتا۔

حافظ ممدوح رضی اللہ عنہ کے کہانے پینے کا بیان

آپ یہانتک قلیل الغذا تھے۔ کہ دوسرے مناسب
طور پر کہانے والے کی چہارم حصہ غذا تک کہاتے
چونکہ آپ کہانے مین سب سے پہلے شروع کرتے۔
اور ہر ایک کے بعد ختم کرتے۔ اس لئے ہم یہ
سمجہتے۔ کہ آپ بسیار خوار ہین۔ (یعنی کہانا کم
کہاتے وقت بہت لگاتے) بعض اوقات کہانا
اپنے لئے جدا کر لیتے۔ کہ کہین بوجہ خلط ملط و
کثرت خورندگان زیادہ نہ کہا لیا جائے۔ آپ
لقمہ چہوٹا لیتے۔ لیکن چباتے بہت۔ فرمایا کرتے
کہ احسن امر یہ ہے۔ کہ انسان اپنا کھانا جدا کر لیا
کرے۔ کیونکہ نفس اپنا چور ہے کہ جماعت سے چرا
لیتا ہے۔ کہانیکے وقت حکایات عجیبہ اور قصائص

بقا دہندہ منت کہ بود آنحضرت رض دریائے
جوش دار کہ استنباط و استخراج میفرمود
از ادنی لفظے اقسام علمہا و حکمتہا و بود
آنحضرت رض پس نیکو میکرد تعلیم و تدریس را
بتفصیل و توضیح و بمثال فہمانیدن تا کہ
می فہمید از وے رض ناقص العقل از باریک
مضامین چندانکہ نمی فہمید ذکی از دیگری
اینست بیان آداب خورد و نوش آنحضرت رض
بود آنحضرت بسیار کم خور تا بحدیکہ میخورد
بقدر چہار یک آنچہ میخورد از نانہ بسیار خوار
بلکہ میانہ خور و با جود آنکہ نمائش بسیار خوران
میداشت چرا کہ از بجہت رفیقان اول میبرد
دست را بطعام و اخیر می برآورد از آن
و بسا اوقات جدا میکرد قدر خوراک خود
را تا کہ بسبب رفاقت زیادہ از حد خوردہ
نشود و بود آنحضرت رض اندک میکرد لقمہ را
و بسیار کرد خائیدن را و میگفت خوب
ہمینست کہ جدا کردہ شود قدر خوراک خود
چہ نفس امارہ دزد است کہ از جماعت ہم میدزدد
و برائے تقلیل اکل شروع میفرمود نزد اکل در حکایات

کان بحر ذخار یستنبط من ادنی
لفظ اصنافا من العلوم و المعانی
و کان یحسن التعلیم تفصیلا و
ایضاحا و تمثیلا حتی یفہم منہ
البلید من دقایق العلوم ما لا
یفہمہ الذکی من غیرہ آداب
اکلہ و شربہ کان قلیل الاکل
جدا حتی کان یاکل ربع
ما یاکلہ رجل معتدل الاکل
و مع ذلک کنا نراہ کثیر الاکل
لما انہ کان اول من یضع یدہ
فی الطعام و آخر من یخرجہ منہ
و ربما افرز لنفسہ خبزہ کیلا
یکثر من الاکل بسبب کثرۃ
الآکلین و کان یصغر اللقمۃ
و یکثر مضغہا و کان یقول
الاحسن ان یفرز خبزہ الاکل
فان النفس سارق یسرق من الجماعۃ
و یاخذ عند الاکل فی
حکایات و اسمار عجیبۃ

غریبہ جو حکم نصائح۔ مصالح پر مشتمل ہون۔
بیان فرماتے۔
ایکدن بحالت روزہ مدعو ہوئے۔ آپ قبول
فرماکر چلدیئے۔ ہم بھی ساتھ ہو لئے۔ (صاحب
دعوت جسوقت کہانا لایا تو آپنے) یون کیا۔ کہ
روٹیون کو توڑ پھوڑ کر لقمے بنا بنا سالن (نانخورش)
لگاکر رکھتے جاتے۔ دوسرے اوٹھاکر کھاتے جاتے
اسی طرح دعوت ختم ہوئی۔ بجز اپنے چند ہمراہیون
کے کسی کو معلوم نہ ہوا کہ آپنے نہین کہایا۔ آپکی
عادت تھی۔ کہ جب کسی طعام کیطرف بلائے جاتے
تو قبول فرماتے۔ گو بلانیوالا دولت مند ہوتا یا
مفلس۔ فقیر کی دعوت کی طرف تو محبت اور
دل خوش سے جاتے۔ حتی کہ آپکے چہرہ پر بشاشت
کے آثار سمجھے جاتے۔ اور اغنیاء کی دعوتون کی
طرف صرف سنت نبویہ کی محافظت کیلئے تشریف
ہوتے۔ کبھی کسی طعام پر عیب نہ رکھتے۔ جو عیب
کرتا اُسے ملامت کرتے۔ ایکدن بکثرت
دعوتین ہوئین۔ فقیرون درویشون کو اُنکی طرف
بھیجا۔ اور خود بدولت ایک فقیر کی دعوت پر گئے
مین بھی حضرت کے ساتھ تھا۔ صاحب دعوت

نہ بیکار بلکہ مشتمل بر حکمتہا و خیر خواہی ہا
و پندہا و شد آن حضرت روزے روزہ دار
و خواندہ شد بسوئے طعام پس رفت و رفتیم
ما ہمراہ وے پس داخل نمود دست خود را ہمچون
ناصائمان در طعام چنانچہ جدا می نمود
لقمہ را و بہ نانخورش می آلود و وے داشت
اورا ہیچ یکے از اہل جوار از ان پس مے
گرفت دیگر لقمہ را و میکرد باو مثل سابق
اخفا لعبادت اللہ تا کہ ہیچکس از میزبانان
وغیرہ معلوم نمیکرد روزہ و نخوردن
آنحضرت را الا بعض صاحبان آنحضرت
ہمچون مصنف رحمہ اللہ و ہر چونکہ خواندہ مے
شد بہیچ دعوت قبول میفرمود خواہ
داعی دولت مند میبود یا تنگدست لاکن
چندان فرق بود کہ دعوت فقرا را بمحبت
دل و جان قبول کرد چنانکہ از روئے
مبارک سرور ظہور می نمود و دعوت اغنیا
را محض بمحافظت سنت نبویہ آرے میکرد
از ان طعام دعوت را اگرچہ معیب میبود
بطور عیب تحقیر نمی فرمود بلکہ عائب را ملامت

مشتملة على الحكم والمصالح
والنصائح وقد ظل ذات يوم
صائما فدعي الى طعام فذهب
وذهبنا معه فادخل يده في
الطعام فكان يكسر اللقمة ويصبغها
بالادام فيتركها فيرفعها احد
ويأكلها ثم يكسر الاخرى فيفعل
بها مثل ذلك حتى ما تفطن
بعدم اكله اصحاب الضيافة و
سائر الناس الا بعض من اصحابه
واذا دعي الى طعام اجاب غنيا
كان الداعي او فقيرا ويذهب الى
دعوة الفقراء بمحبته وقلبه
مسرورا يعرف في وجهه البشرى
والى دعوة الاغنياء بمجرد المحافظة
على السنة النبوية وما كان
يعيب طعاما قط ويلوم من عابه
وقد كان ذات يوم دعي الى دعوات
متعددة فارسل اليها الفقراء
واجاب بنفسه دعوة فقير وذهبت معه

گائے کا گوشت جو اچھا پکا ہوا بھی نہ تھا ہمارے
پاس لایا۔ مین نے اُسے بہت مکروہ سمجھا جب
آپ نے میرے چہرہ پر کراہت معائنہ فرمائی۔ تو
اوسکی تعریف کرنی شروع کی۔ اور اوسے خوش
ہوکر بڑی لذت سے کہانے لگے۔ مین نے
بھی مجبوراً کہایا جب کہانیسے فارغ ہوئے۔ تو
دونون ہاتھ دہوئے اور اونہین رومال سے صاف
کیا۔ اور دونون ہاتھ اُٹھا کر یہ دُعا پڑہی۔ اے
اللہ اس طعام کے مالک اور کہانے والے اور
جس نے اس مین سعی کیا بخشدے۔ اے خدا
تو ہمارے لئے برکت کر اپنے فضل وکرم سے۔
یا اکرم الاکرمین۔ آپ کی عادت تھی کہ پہلے
تمام حاضرین پر طعام تقسیم کرتے۔ جب تقسیم سے
فارغ ہوتے تو استفسار فرماتے۔ کہ کوئی ایسا آدمی
تو نہین رہا۔ کہ اسے کھانا نہ ملا ہو۔ جب تمام حاضرین
کو کھانا ملجاتا۔ تو آپ کھانے پر ہاتھ بڑہاتے اور فرماتے
کہاؤ۔ بعض شریفون کیساتھ دعوتین ایک ہی خوان پر
کہاتے اور انکے ہاتھ پہلے دھلواتے۔ اور پیچھے اپنے
اگر کہانیوالون مین کوئی لڑکا ہوتا تو اوسکے ہاتھ
پہلے دہلواتے۔ جب گوشت تناول کرتے تو اسکے

پیش ما گوشت گاؤ کہ خوب مطبوخ ہم نبود پس
مکروہ دانستم او را پس ہرگاہ کہ دید در روئے
کاتب استکراہ را زجر ملیح کار بست کہ
ستود آن طعام را و خورد و چنان می نمود کہ
لذت میگیرد از و و خوش میشود باو پس خوردم
نیز ہمچنان خواہ مخواہ و پس از فراغت شست
ہر دو دست مبارک خود را از برائے ادائے سنت
و بضرورت مالید آنہا را برومال و بدعا برداشت
ہر دو دست مبارک خود را و گفت اے
خدایا ببخش صاحب این طعام را و نیز خورندگان
آنرا و نیز خرچ کنندگان و سعی نمایندگان را
دران خدایا برکت کن برائے ما دران بفضل خود
و کرم خود ای کریم تو بن کرم کنندگان
و بود از عادات شریفہ حضور کہ مقدم میکرد
تقسیم طعام میان رفقا بر خورش بلکہ پس از
تقسیم تفحص میفرمود کہ آیا کسی ہست کہ نرسیدہ
باشد او را طعام پس چونکہ تمام ایشان را می رسید
دراز میفرمود برائے اکل دست مبارک خود را
و ہم دیگران را اجازت میداد و نیز از عادات شریفہ
بود کہ اشراف را با خود ہم بر یک خوانچہ میخورانید

الینا لحم بقر لم یحسن طبخہ فکرہتہ
فلما رأی ما فی وجہی من
الاستکراہ مدح الطعام واکلہ
مستلذا بہ مسرورا فاکلت
مجبورا واذا فرغ من اکل المدعوۃ
غسل یدیہ ومسحا بالمندیل
ورفع یدیہ وقال اللہم اغفر
لصاحب الطعام ولاکلیہ ولباذلیہ
ولمن سعی فیہ اللہم بارک لنا
بفضلک وکرمک یا اکرم
الاکرمین وکان یقدم تفریق
الطعام بین اصحابہ علی اکلہ
فاذا فرق سأل ہل من
رجل لم یصبہ الطعام فاذا
اصابہم الطعام کلہم مد یدہ
للاکل وقال کلوا وکان یأکل
فی الدعوات ببعض اہل الشرف علی
مائدۃ واحدۃ ویقدم غسل ایدیہم
للاکل علی غسل یدیہ واذا کان فی
الاکلین طفل قدم غسل یدیہ

بعد ایسی چیز طلب کرتے جس سے دانتوں کا خلال
ہو سکے بسا اوقات خلال نیم کے چھلکوں یا تو پھوندنے
کے تنکوں سے۔

حضرت ممدوح کی پوشاک کے آداب کا ذکر

آپ گران قیمت اور عمدہ پوشاک زیب تن فرمایا
کرتے تھے۔ تہ بند بہت ہی کم باندھا کرتے تھے
لیکن بوقت خواب عادت یہہ تھی۔ کہ پاجامہ یا
شلوار پہنتے۔ سر مبارک حسب الاوقات کبھی رومی ٹوپی
ٹوپی رکھتے۔ اور کبھی فقط دوہری جسے قادری
کہتے ہیں۔ اکثر پیراہن وہ پہنتے جسکا گریبان سینہ
پر ہوتا۔ اور گاہ گاہ قلندریہ پہن لیتے سفید دستار
بہت ہی کم باندھتے۔ بلکہ اکثر اوقات آپ بوٹیدار
دوپٹہ باندھا کرتے۔ اور سفر میں موزے یا جراب
زیب پا کرتے۔ پاپوش معتدل فراخ۔ مضبوط
زیر پا کرتے۔ نہ تنگ اور لطیف جیسے لوگوں کی
عادت ہے۔ آپ کوئی لباس اور پاپوش
نہیں پہنا۔ مگر ہم بھی کہتے تھے۔ کہ کیسا ہی خوبصورت

حضرت ممدوح کی نماز اور وضو کا بیان

آپ وضو کے پانی کی طہارت کیلئے بہت کوشش
فرماتے۔ آپ کے وضو کے لئے دو کوزہ تھے جنکے

برائے صفائی دندان خلال می طلبید ولاکن
پس از فراغ خورد و نوش و اکثر خلال آنحضرت
از بارہ یک چوب بہ سخت نمی بود یا نے نیشکر

بیان آداب پوشاک آنحضرت قدس سرہ

سرو العزیز بود آنحضرت رح کہ بمقتضائے بغبہ تیک
فاخرہ و عمامہ پوشید مگر گاہ گاہ خواب کہ اکثر تہ بند
بلکہ سراویل مے پوشید مگر گہ خواب کہ اکثر تہ بند
می بست و سید اشت بر سر مبارک خود کلاہ را
کہ پر از پنبہ می بود یا فقط دوتہ بود لاکن
پر از چیزے کہ آنہا را در شہر قادری
میگویند وجہ تسمیہ آن نا معلوم میپوشید
پیراہن را کہ گریبان آن از پیش یعنی بر سینہ
بود اکثر و گاہی پیراہن قلندری میپوشید
بس کم می بست دستار را چہ جائے سفید بلکہ
اگر می پوشید بموقع جمعہ و امامت و عید می پوشید
دی بست بر سر از ہمین چادر ہائے نشان دار
دگاہی در سفر موزہ و موزہ بر موزہ میپوشید
و دست میداشت از کفش ہائے فراخ غلیظ میانہ
را نہ تنگ نازک بس خوب را چنانچہ عادت
مردمان شدہ دی پوشید ہیچ لباس و

طلب ما یتقلل بہ استانہ بعد
الفراغ و اکثر ما کان یتخلل
بہ وقاق عیدان النیم او
قضب الجمار و قضب السکر

آداب لباسہ قدس سرہ کان

یلبس اللباس الجمیل الفاخر و
قلما یترک الازار الا وقت
النوم بل یلبس السراویل و
یضع علی رأسہ فلنسوۃ اما
محشوۃ بالقطن او مضاعفۃ
غیر محشوۃ من القلانس
المشہورۃ بالقادریۃ و یلبس
القمیص و الشق علی صدرہ
فی الاکثر و قد یلبس الفلنسوۃ
و قلما اعتم بعمامۃ البیضاء
و قد کان یلبس الخف او الجرموق
فی السفر و یحب من النعال
الواسع التخین المعتدل لا
الضیق اللطیف کما اعتاد

کڑے نہین تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ وضو کے
برتن کو خاص کر رکھنا اچھا تو نہین۔ لیکن چونکہ
لوگ برتنونکی حفاظت نہین کرتے۔ اور کوشش
چھوڑ دی ہے۔ اور انکے نجس ہونے کی پرواہ
نہین کرتے لہذا مین نے وضو کے برتن کو خاص
کر لیا ہے۔ پانی مین نہ اسراف کرتے نہ نقصان
بلکہ سنت کے موافق استعمال مین لاتے۔ آپ ایک
چھوٹی سی کرسی کھٹولی بنی ہوئی پر بیٹھکر وضو کرتے
جب وضو کرنیکا ارادہ ہوتا۔ تو وہ سفید رومال طلب
کرتے۔ جسکی ایک طرف شانہ اور ایک طرف
مسواک جو سرخ چمڑے کے غلاف مین مغلف
تھی بندہی رہتی۔ ابتدا وضو مین ہمیشہ مسواک کرتے
اور ظہر اور عشا کے آخر وضو مین شانہ بھی کرتے۔
جسوقت وضو سے فراغت ہوتی۔ تو مسجد کیطرف
تشریف بر ہوتے۔ ہم بھی پیچھے ہو لیتے۔ آپ جسے
چاہتے امام بنا لیتے۔ اور اسکی اقتدا کرتے۔ اکثر
اوقات قوم موجودہ سے اوسے مقدم کرتے۔ جو
پرہیزگار اور اعلم بالشریعۃ ہوتا۔ اگر ایسا امام میسر
نہ ہوتا۔ تو خود نماز پڑھاتے۔ نماز فجر مین تو اکثر
آپ ہی امامت کراتے۔ جب قرأت کرتے تو

بے حلقہ کہ وضو میکرد بآنہا و بود آنحضرت
کہ میفرمود کہ گو حاضر کردن آوند وضو نا
زیبا است مگر بسبب آنکہ مردمان کوشش
گذاشتہ اند و بے احتیاطی ورزیدہ اند
و پرواہ پلیدی پاکی ندارند خاص کردم برائے
خود آوند وضو را و زیادتی از حد در آب
وضو نمیکرد و نہ کمی از ان بلکہ استعمال آنحضرت
آب را بر طریق مسنون بود و بود آنحضرت
وضو میکرد بر چوکی صغیرہ بافیدہ و وقتیکہ
ارادہ وضو میکرد میخواست رومال را و بود
آن مندیل از پارچہ سفید اکثر نہ برائے تخفیف
اعضا یک بستہ شدہ میبود بدو طرف او
مسواک و شانہ غلاف دار ہر یک از چرم
سرخ پس مسواک میکرد در اول وضو در ہمہ
نمازہا و شانہ میکرد در آخر وضو نماز پیشین
و نماز خفتہ پس چونکہ فارغ میشد از وضو می
برخاست و بسوئے مسجد میرفت و ما نیز ہمراہ
میرفتیم و مقدم میکرد بامامت نماز کسی را کہ
میخواست و خود باو اقتدی میکرد و اکثر عالمترین
بشریعت و پرہیزگارترین قوم را مقدم میفرمود

لا عروۃ لہما یتوضأ بہما وکان
یقول ان تخصیص اناء التوضی
غیر حسن الا ان الناس ترکوا الا
جتہاد فی الاوانی ولا یبالون
بنجاستہا ولمہارتہا فلہذا
خصصت اناء التوضی ولا
یسرف فی الماء ولا یقتر بل یستعمل
علی الطریق المسنون وکان یتوضأ
علی کرسیۃ صغیرۃ منسوجۃ
واذا اراد التوضی طلب مندیلہ و
کان ہذا المندیل من الثوب الابیض
فی الاکثر مشدودا بطرفین من
المسواک والرجل مجعولین فی
غلافین من الجلد الاحمر فیستاک
فی ابتداء الوضوء ویترجل فی آخر
وضوء الظہر والعشاء فاذا فرغ من
الوضوء قام الی المسجد وتبعناہ وقدم
من شاء واقتدی بہ واکثر ما یقدم
اعلم القوم بالشریعۃ واورعہم وان لم یجد تقدم
بنفسہ والاکثر فی الفجر تقدمہ بنفسہ فاذا قرأ

و اگر اینچنین موصوف مطبوع علی یافت خود بنفس نفیس مقدم و امام می شد بلکہ در نماز فجر اکثر خود امامت میفرمود پس بوقت قرأت ۱۲

مسنون طور پر ضبط ربط سے پڑہتے۔ لوگونکی طرح
آواز بہت بلند نہ کرتے۔ بلکہ جہر معتدل ہوتا۔ جو
قرأت کے مطابق ہو۔ سلام کے بعد مختصر دعا فرماتے
جو دین و دنیا دونو کو مشتمل ہو۔ فجر اور عصر کے
فرضون کے بعد وظیفہ پڑہکر آسمان کیطرف دم
کرتے۔ پھر دعا مانگتے۔ ظہر اور مغرب و عشا
کی نماز مفروضہ کے بعد وظیفہ سے پہلے دعا
مانگتے۔ اگر آپ مقتدی ہوتے۔ تو امام از روئے
ادب بیٹھا رہتا۔ حتیٰ کہ آپ وظیفہ سے فارغ ہوکر
آسمان کیطرف دم کر لیتے۔ تاکہ آپ کا ورد وظیفہ
قطع نہو۔ جب نماز کا سلام ہوتا۔ تو جو شخص صف
مین آپ کے ساتھ ہوتا۔ تادباً پیچھے ہو جاتا۔
حالانکہ آپ منع بھی فرماتے۔ آپ اول وقت
یعنی شروع وقت مین نماز پڑھنے کو محبوب رکھتے
خصوصاً نماز جمعے کو جب جمعہ کا دن ہوتا۔ تو
مؤذن کو اول وقت اذان دینے کا حکم کرتے اور
خود غسل فرما نہایت خوبصورت پوشاک پہن اعلیٰ
درجہ کی خوشبو لگا مسجد کی طرف روانہ ہوتے ہم
بھی پیچھے ہو لیتے۔ گلی (رستہ) اور مسجد خوشبو سے
بھر جاتی۔ جب مسجد مین داخل ہوتے۔ تو خدام آپکی

تفصیل و ترتیل مسنونہ کار می بست و بس بلند
نمی کرد آواز را بقرأت چنانچہ دستور اکثر
مردمان مدح پسند شدہ بلکہ در جہریہ جہر میانہ
میکرد موافق قرأۃ معتدلہ بود نہ طویلہ ملال
انگیز و نہ قصیرہ کہ از مندوب و پس از فراغت
دعا مختصر از جوامع الکلم کہ مسنون است
میخواست شامل بر مقاصد خیر دارین و
نیز بتحقیق از عادات شریفہ حضور بود
کہ پس از نمازہائے کہ سنن السنیہ ندارد یعنی
فجر و عصر پیش از دعا میخواند وظیفہ را
کہ بوے دم بسوے آسمان میکرد پستر دعا می خواست
و در سنت دار نمازہا یعنی ظہر و مغرب و عشا
دعا اول از ورد میکرد و اگر میبود آنحضرت
مقتدی حسب چشمدید عادت آنحضرت امام
ہمہ در دعا تاخیر میکرد تا فراغ حضور از ورد
و نفخ از برائے ادب تا کہ متفرق نشود ورد
آنحضرت فداہ قلبی و روحی چنانکہ پس از سلام
نزدیکان حضور از اہل صف از برابری از برائے
پس تر میگشتند حالانکہ حضور منع میفرمودند
تواضعاً از عادات شریفہ حضور بود کہ نماز در
اول وقت مستحب دوست میداشتند خصوص
در نماز جمعہ چہ بمحض دخول وقت امر باذان
میفرمود و خود غسل مسنون و کذا لبس خوبتر
جامہائے موجودہ و استعمال احسن طیب

فصل و رتل ترتیلا مسنونا
ولم یرفع الصوت کما یرفع
الناس بل جہر جہرا معتدلا
مطابقا للقرأۃ فاذا سلم
دعا بدعاء موجز مشتمل
علی مطالب الدنیا والدین
وقد کان یقرء بعد فریضۃ
صلوتی الفجر والعصر وردا
ینفع بہ الی السماء ثم یدعو
فی الظہر والمغرب والعشاء
کان یدعو اول الورد المذکور
وان کان مقتدیا بغیرہ توقف
الامام فی الدعاء تادبا حتی
یفرغ من الورد وینفخ بہ الی
السماء کیلا ینقطع وردہ
فاذا سلم تاخر من یلیہ من
اہل الصف تادبا وہو یمنعہم
من ذلک وکان یحب الصلوۃ فی
ابتداء الوقت سیما صلوۃ الجمعۃ
فاذا کان یوم الجمعۃ امر المؤذن
فی اول الوقت واغتسل ولبس
احسن الثیاب ومس من احسن
الطیب ثم یمشی الی المسجد

فتتبعہ ونجد الانفۃ والمسجد قد امتلئت رائحۃ طیبۃ واذا دخل المسجد یرفع الخدام ۱۲

پاپوش کو اُٹھاتے۔ اور اوٹھانے مین تنازع کرتے اور آپ خود بھی اوٹہانیکا قصد کرتے۔ بوجہ فرمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کہ النعلین تحت العینین یعنی جوتی تحت النظر چاہیئے لیکن مرید اُٹھا لیتے۔ جب ہمین بنفس نفیس جمعہ پڑہاتے تو خطبہ مختصر ہوتا۔

حضرت ممدوحؒ کی شجاعت اور دلیری کا بیان

آپ دلیر ترین لوگون کے تھے۔ ایک شب کو کسی خوفناک حادثہ کیطرف بلائے گئے۔ تو آپؒ تلوار پکڑ کر جوانان قوم سے سبقت لیگئے حالانکہ کفار ملعونون نے ملتان دارالامان کو محاصرہ (گھیرا) کیا ہوا تھا۔ ابھی شہر کا محاصرہ نہین ہوا تھا۔ کہ کسی نے بایں کلمات عرض کی کہ بہت ہی بہتر ہوگا (اگر) ہم کسی دوسرے شہر مین چلے جائین اور محاصرہ بے نجات ہو۔ جواب مین فرمایا۔ بوجہ مصیبت فریادین عام ہو رہی ہین۔ جہاد فرض عین ہو چلا ہے بس ہم نہین نکلتے۔ ہمارے لئے دونو عاقبتین محمود ہین غزا۔ شہادت۔ کفار نابکار کی نقب کی وجہ سے جب قلعہ کا برج گرا۔ تو وہ ملعون ازدحام کر کے قلعہ مین داخل ہوئے۔ اور خوف

برائے برداشت کفش مبارک باہم نزاع میکردند وحالانکہ خود حسب مقتضائے تواضع طبعی خویش پس از دخول مسجد مبارک ارادہ برداشت کفش مبارک میکرد لاکن خادمان می برداشتند و زیر نظر حضور یا خود میداشتند از برائے امتثال فرمودہ رسول اکرمؐ کہ کفش ہا باید کہ زیر نظر باشد قطعا للانتظار و فراغا الی الصلوٰۃ و چونکہ جمعہ خود میخوانید اختصار در خطبہ میفرمود کہ مسنون است بیان بہادری آنحضرت است بودند حضورؒ از بہادر ترین مردمان چنانچہ یک شب خواندہ شدند سوئے یک مفسدہ پس شمشیر گرفتہ پیش رفت و بوقت گرفت با وجود ضعف بدنی و پیری جوانان قوم را بحالیکہ محاصرہ و احاطہ کردہ بود کنار ملتان شریف را و امان ازان برکران بود برخلاف لقبش کہ دارالامان است و باوجودیکہ پیش از محاصرہ بس مردمان بخدمت عرض کردہ بودند کہ خواب اینست کہ ہجرت کنی بسوئے شہری دیگر و زیر محاصرہ نیائی پس فرمود کہ این شور شر عام است خاص بہیچکس نیست و در اینچنین موقع جنگ کفار فرض عین میشود بر ہر کس و گریختن

نعلہ المبارک وقد کانوا ینازعون فی الرفع وھو بعد الدخول کان یقصد لرفع النعلین والخدام یرفعونہ لاتیان امر النبی علیہ السلام النعلین تحت العینین وکان اذا صلی الجمعۃ بنا وخطب اوجز فی الخطبۃ شجاعتہ رض کان قدس سرہ من اشجع الناس دعی لیلۃ الی ذعر فسبق شبان القوم اخذا بالسیف وقد حاصر الکفار لعنہم اللہ بلدۃ دار الامان ملتان فقیل لہ قبل ان یحاصر البلد الاولی ان تخرج الی بلد اخر ولا تحاصر فقال النفیر عام وقد فرض الجہاد فرض عین فلا تخرج ولنا عاقبتان محمودتان الغزاء والشہادۃ والہدم البرج من الحصن ذات لیلۃ بنقب الکفار فازدحموا لعنہم اللہ تعالی للدخول فی الحصن واشتد الخوف

نہایت ہی درجہ کو پہونچا۔ حتی کہ جو لوگ اشجع الناس
ہونیکا دعوے کرتے تھے۔ وہ بھی کانپنے لگے
لیکن حضرت حافظ صاحب ممدوحؒ دوڑ کر تمام
لوگون سے پہلے وہان جا پہنچے۔ آپ کا ہتیار تلوار
اور کمان تھی۔ آپ تیر اندازی کے یہانتک ماہر
تھے۔ کہ لوگون کو سکہاتے۔ آپ ہر ایک اسلام کی
فضیلت کے عالم تھے۔ گو وہ ہتیار کیون نہ ہو آپؒ
ان خوفناک اور مہلک ایام مین بلا کھٹکے آمد رفت
رکھتے اور بوجہ اعتماد خدائے کریم خوفناک نہوتے

حضرت ممدوحؒ کے حسن خلق کا بیان

حضرت ممدوحؒ حسن خلق مین بہترین مردمان تھے
لڑکون بالون پر نہایت شفیق۔ جب کوئی لڑکا
خدمت مین لایا جاتا۔ تو اس کے لئے وہ چیز حاضر
کرتے۔ جو اوسے خوش کن اور پسندیدہ ہو۔ اور اس سے
ایسی کلام کرتے جو اوسکے دل کو خوش اور الفت
مین لاتی۔ اور کوئی میٹھی چیز اوسے کھلاتے جب
کسی شخص کی کسی عادت کو مکروہ سمجھتے تو زبان سے
نہ دہتکارتے۔ بلکہ ہم چہرہ کی کراہت کو تاڑ جاتے
اگر اُسے ضرور منع کرنا ہوتا تو تعریفاً یا تمثیلاً اس
طرح سمجھاتے کہ وہ خود ہی سمجھ جاتا۔

تاکہ از ید دلہائے مدعیان شجاعت پسر
ہرگاہ شنید قدس سرہ این را سعی
کرد و پیش دستی کرد مردمان را
بسوی جای افتادہ تاکہ نہ یافت اورا
غیر او و سلام آنحضرت نبود شمشیر
و کمان و بود آنحضرتؒ خوب تیر انداز
تا دیگران را ہم می آموخت و بود عالم
بفضیلت سلاحہا ہر کدام سلاح کہ بود
و بود انبوہی میکرد و خود بخود میرفت
درین روزہا مواضع خوف و مقامات
ہلاکت را و خوف نمیکرد آن جوان مردؒ
از ہیچکس از انکہ اعتماد بخدائی کریم میداشت

بیان حسن سیرت آنحضرتؒ است

بود آنحضرتؒ از نیکوترین مردمان
بسیرت و شفیق ترین ایشان بچہ ہا
یعنی کودکان چنانکہ وقتی کہ آوردہ
میشد بخدمت آنحضرتؒ ہیچ کودک برائے
دم وغیرہ پیش میکرد باو معجبات و اشیاء خوش
کنندہ و کلام میکرد باو بوجہیکہ دلش خوش
میشد و در و الفت پیدا می آمد و میخورانید
او را شیرینی و از عادات شریعہ حضور بود
کہ وقتیکہ از ہیچکس مکروہ شرعی میدید
بزبان منع نمیکرد او را بلکہ کراہت از رخ
مبارک دیدہ میشد کہ عاقل ممتنع از آن

اشتداداً تاماً حتی تزلزل
من کان یدعی انہ اشجع الناس
فلما سمع قدس سرہ بذلک سعی
وسبق الناس الی الموضع
المنہدم ولم یدرکہ غیرہ
وسلاحہ کان السیف والقوس
وکان اجید فی الرمی حتی
یعلم الناس وکان عالما بفضیلۃ
السلاح ای سلاح کان و
کان یقتحم فی تلک الایام المخاوف
والمہالک ولا یخاف ثقۃ
باللہ الکریم حسن خلقہ
کان من احسن الناس خلقا
واشفقہم بالولدان و
الاطفال فاذا جیئ الیہ
بصبی احضر لہ بالعجبہ
ویسرہ وکلمہ بما یطیب قلبہ
ویؤلفہ واطعمہ شیئا
حلوا واذا کرہ من رجل
شیئا لم یطردہ بلسانہ بل
تعرف الکراہۃ فی وجہہ وان لم
یکن بد من منعہ یمنعہ
تعریضا و تمثیلا
حتی یتفطن لہ الرجل

حافظ ممدوح کی انگشتری کا بیان

حضرت ممدوح کی انگشتری چاندی کی تھی جسکا نگینہ عقیق یمنی کا بشکل مثمن تھا اسپر فقرہ ان اللہ جمیل یحب الجمال منقوش تھا۔ آپکے فرمودہ پر کسی نے دوستوں سے تحفۃً بھیجا تھا۔ حضرت جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ کے نگینہ کا نقش بھی یہی تھا۔ اصل مین یہ الفاظ حدیث کے ہین جسے مسلم و ترمذی نے روایت کیا ہے۔ حاصل اسکا یہ ہے کہ (حضور فداہ ابی وامی) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبر کی مذمت فرمائی تو ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تحقیق انسان دوست رکھتا ہے کہ اسکا جامہ اچھا ہو۔ اوسکی پوشش اچھی ہو۔ تو آپنے فرمایا۔ ان اللہ جمیل یحب الجمال مین نے انہین دیکھا۔ کہ آپنے انگوٹھی انگلی مین پہنی ہوئی بلکہ بعض خدام کے پاس بٹوے مین کھی رہتی خطوط پر لگایا کرتے۔ بعض قاصرین نے گمان کیا۔ کہ آپ اس نقش نگین مین محبوبیت حق سبحانہ تعالیٰ کا دعوے کیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہین بلکہ یہ تفاءل تھا۔ یا از روئے دعا تھا۔ یا اللہ تعالیٰ کی نعمت کی تحدیث تھی۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے بندے کے حق مین ہونے

بیان خاتم آنحضرت ﷺ است بود در اے آنحضرت فداہ روحی خاتم از نقرہ کہ نگینش از عقیق یمنی بود و بود ہشت گوشہ منقوش بود بر این لفظ حدیث کہ ترجمہ اش این است تحقیق خداوند پسندیدہ صاحب جمال است و دوست میدارد جمال و خوبی ہر چیز را از انجا خاتم بسبب امر حضور رسالت بود بسوئے آنحضرت ﷺ از طرف بعض یاران و دوستان بطور تحفہ و تبرک رسید نقش نگین خاتم حضرت شیخ جمال الدین صاحب ہانسوی مولف می فرماید کہ اصل لفظ این حدیث است و آورده است این حدیث در کتاب خود مسلم شریف و حضرت ترمذی و حال و مرد این حدیث شریف است کہ وقتے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مذمت تکبر و صفات آن بیان فرمود پس شخصے از حاضرین عرض کرد یا رسول اللہ چگونہ باشد این باوجود آنکہ یکی از زمرہ دوست میدارد و پسند میکند جامہ حسن نیکو و پاپوش نیکو و غیر ہا برائے خود و این کبر است و ہر کسی آن مبتلا است و مخلص آن متصور نیست پس مطلوب آن فرمود کہ ترجمہ اش گذشت مولف مناسب میدانم کہ ہدیہ و تحفہ خود کردہ میگوید کہ من بدیدم کہ پوشیدہ باشد خاتم را انگشت خود بلکہ مبود و دیلط و زبان کنز دخدام میبود بہر میکرد بان خطوط و مراسلات را و بعض بیوقوفان منکران اولیاء اللہ خیال میکنند

خاتمہ کان لہ خاتم من فضۃ فصہ من العقیق الیمنی علی التشکل المثمن نقشہ ان اللہ جمیل یحب الجمال رسمہ الیہ بعض اصحابہ اتحافا من امرہ وھکذا کان نقش فص الشیخ جمال الدین ھانسوی واصل اللفظ من الحدیث اخرجہ مسلم والترمذی وحاصلہ ان رسول اللہ ذمہ الکبر فقال رجل یا رسول اللہ ان الرجل یحب ان یکون ثوبہ حسنا و نعلہ فقال صلعم ان اللہ جمیل یحب الجمال وما رأیتہ بس الخاتم فی اصبعہ بل کان موضوعا عند خدامہ فی خریطۃ یختم بہ المکاتبات ویزعم بعض القاصرین ان فیہ دعوی محبوبیۃ الحق سبحانہ وتعالی ولیس کذلک بل ھو تفاءل ودعاء او تحدیث بنعمتہ فیہ ومحبتہ اللہ تعالی لعبدہ ان یرید

کہ اوسکے ساتھ نیکی کا ارادہ کرے۔

حافظ ممدوح کی بیعت کے آداب کا بیان

جب آپ کسی کو بیعت کرتے تو وضو فرماتے اور اوسے بھی وضو کیلئے کہتے۔ اور ایسا مکان پسند کرتے۔ جو لوگون سے خالی ہوتا۔ خود بیٹھتے۔ اور اوسے اپنے سامنے بٹھاتے۔ اوسے استغفار تسبیح تہلیل کا حکم کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب پاک تحمید آیۃ النور وغیر ذالک جو چاہتے پڑہاتے۔ پھر اپنا ہاتھ اوسکے دونون ہاتھون مین رکھتے۔ اور اُسے فرماتے کہ مین نے فلانے طریقہ پر بیعت کی اور ایسا عہد کیا کہ اسکا خلاف نکرونگا۔ آپ مرید سے استفسار فرمالیتے کہ تو کس طریقہ مین بیعت کرنی چاہتا ہے۔ آپ چارون طریقونکے جامع تھے۔ لیکن طریقہ چشتیہ پسندیدہ کی خصوصیت تھی۔ اللہ تعالیٰ اس طریقہ اور تمامی اہالی اس طریقہ سے خوشنود ہو۔ اگر مرید کسی طریقہ کا نام لیتا تو اس مین لے لیتے والا اُسے چشتیہ طریقہ مین بیعت کرتے۔ پھر اُسے جو چاہتے حکما فرماتے۔ کہ اوراد اور وضو کی تحسین اور کمال اور مسواک۔ شانہ۔ سونیکے وقت سرمہ لگانا۔ اور معاصی سے اعراض مین مساعی رہے۔ اور ان امور کا

خیر او فرماید بیان آداب بیعت بر کردن حضور است از عادات شریفہ حضور بود وقت بیعت قبول کردن حضور از ہیچکسے کہ بصورۃ حدیث خود ہم وضو میکرد و او را ہم بوضو امر میفرمود و در مکان خالی از مردمان می نشست و مے نشانید او را پیش خود برائے تلقین امور بیعت پس امر میکرد او را باستغفار و تسبیح و ذکر لا الہ الا اللہ و میخنانید او را حسب مشیتہ حق سبحانہ از کتاب او آیات حمد و آیۃ نور کہ ابتدا لس اللہ نور السموات است و جز آن پستر میداشت دست او را میان دستہائے خود و میفرمود او را کہ بگو کہ در فلانے طریق بیعت و سخن و عہد کردم کہ ہرگز خلاف آن نخواہم کرد و از عادۃ کریمہ حضور بود کہ اول از عہد مذکور می پرسید از مرید بیعت کہ در کدامین طریق و سلسلہ از سلاسل اربعہ ارادہ بیعت داری چہ بود آنحضرت در ہر چہار سلسلہ ماذون و جامع آنہا و طریقہ خاصہ آنحضرت سلسلہ چشتیہ بہشتیہ بود رضی اللہ سبحانہ عنہم اجمعین پس اگر پسند کرد ہیچ یکے را از ان طرق مذکورہ بیعت و سخن میگرفت در ان ورنہ در سلسلہ چشتیہ بیعت میگرفت پستر امر میکرد بآنچہ میخواست

الخیر آداب بیعتہ کان اذا بایع لاحد یتوضأ و امرہ بالوضوء و اثر مکانا خلیا عن الناس کلھم و جلس و جلسہ بین یدیہ فامرہ بالاستغفار والتسبیح والتہلیل واقرأہ ما شاء من کتاب اللہ سبحانہ التحمید و آیۃ النور و غیر ذالک ثم وضع یدہ بین یدیہ و قال لہ قل انی بایعت فی الطریقۃ الفلانیۃ عہد الا اخالفہ و کان رضی اللہ عنہ ثم یسئل عن مرید فی ای طریق ترید البیعۃ فکان جامعا للطرق الاربعۃ و طریقۃ الخاصۃ بہ الچشتیۃ الرضیۃ رضی اللہ سبحانہ عن اھلھا فان اختار طریقۃ اخذ بھا والا بایعہ فی الطریقۃ الچشتیۃ ثم امرہ بما شاء من الاوراد و تحسین الوضوء و اسباغہ والسواک و الترجل والاکتحال عند النوم والاعراض عن المعاصی

اشتغال علے حسب الاحوال فرماتے۔ مبتدی کو ابتدا
مین تو اکثر یہی فرماتے کہ درود شریف اور لا الٰہ الا اللہ
کہا کرے۔ اور سونیکے وقت اللہ اللہ کی تکرار کرتا
رہے۔ یہانتک کہ سو جائے۔

آپؓ کی کلام کے آداب کا بیان

آپؓ شیرین گفتار تھے۔ آپؓ مختصر اور ایسی
نافع کلام کرتے جو حکمت اور معرفت کے چشمون
پر مشتمل ہوتی۔ آپؓ مخاطب کے مزاج و مذاق کے
موافق کلام فرماتے۔ اگر مخاطب عالم ہوتا تو علمی
مسائل مین شروع ہوتے۔ اگر کسان (زراعت کار)
ہوتا۔ تو زراعت کی حکایات کہنا شروع فرماتے
یہ سب کچھ مخاطب کی تانیس و تالیف قلب کے
لئے ہوتا۔ اور گاہ گاہ حاضرین کے دلون کو خوش
کرنیکے لئے ظرافتین اور خوشطبعی کی باتین کرتے
لیکن خوشطبعی مین بھی حق کوٹ کوٹ کر بھرا تھا
آپ کے بعض کلمات طیبات باین طور تھے فرماتے
خارق عادت یہ ہے کہ تو اپنے نفس کی عادات کو
مثلاً سیری۔ فضول کلامی۔ عبادات مین سستی وغیرہا کو
ساتھ قلت خوراک اور خاموشی اور ریاضت کے
توڑ دے اگر اللہ تعالیٰ تیرے لئے خرق عادت

و نیز امر میفرمود بشغل ذکر و فکر مناسب حال
او و اکثر در فرمایش اوراد شروع بدرود
شریف میکرد بر رسول کریم صلے اللہ علیہ
و آلہ وسلم و ذکر لا الٰہ الا اللہ و بار بار
گفتن اللہ اللہ نزد خواب تا کہ بگیرد او را
خواب بیان آداب کلام شریف
آنحضرتؓ است و آنہا بسیار است
اما چیزی ذکر میشود بود آنحضرتؓ بس
خوب گو چہ بحکم خیر الکلام ما قل و دل کلام
آنحضرتؓ مختصر نفع مند بود شامل
بر چشمہ ہائے علم محکم و معرفت حق سبحانہ
و بحکم کلموا الناس علی قدر عقولہم کلام
آنحضرت بہر کس بر انداز عقل آن مخاطب
بود چنانچہ اگر آن مخاطب مثلاً عالم شرع
میبود میگرفت و شروع میشد در مسائل
علوم دینیہ و اگر میبود از دہقانان میگرفت
در سخنان مناسب کشت زاری مشتمل بر علوم و
نصائح از برائے انس و الفت و بود آنحضرتؓ
گہ گاہی مزاح و خوشطبعی میکرد نہ لغو و بلکہ
سنت نبوی کار می بست و دل حاضرین را خوش
مینمود و از ان نمیگفت مگر حق را بر وفق
شرع و ہمچنین ذکر بعضے آنہا بر زبان
مردمان واقع است چنانچہ فرمود
آنحضرتؓ خارق عادت این است کہ خرق
و خلاف عادتی از عادات خود کسے

وامرہ بالاشتغال علی حسب حالہ
واکثر ما یبتدء من الاوراد
الصلوٰۃ علی النبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام والتہلیل وتکرار
اللہ اللہ عند النوم حتی یاخذہ
النوم آداب کلامہ وذکر
نبذ منہ کان حسن التکلم یتکلم
بکلام موجز نافع مشتمل علی
عیون الحکمۃ وینابیع المعرفۃ
ویتکلم بکل واحد بما
یوافق مزاجہ فان کان
عالما اخذ فی مسائل العلوم
وان کان من اہل الزراعۃ
اخذ فی حکایاتہا
تانیسا وتالیفا وکان
یمازح احیانا
تطییبا لقلوب
الحاضرین ولا یقول
الا حقا وہکذا ذکر
من بعد کلماتہ
قدس سرہ قال رض
خارق العادۃ
ان تخرق عادۃ
من عاداتہ

ظاہر کرے۔ تو وہ دو قسم پر ہوگی۔ یا تو وہ خرق عادت تیری مکافات کیلئے ہوگی۔ اور یہ خرق مذموم ہے۔ لوگ اس سے دوکھا کھاتے ہین اور اسے کرامت شمار کرتے ہین۔ حالانکہ اس قسم کی خرق عادت جفاکش کفارون کو بھی حاصل ہوجاتی ہے یہ دوسری قسم خرق عادت مکافات کے طور پر نہین ہوتی۔ بلکہ وہ مدارج فقر اور معرفت کی ترقی کیلئے ہوتی ہے جس سے تیرے اکرام و شرف کا اظہار ہوگا۔ صرف یہی قسم محمود ہے۔ کرامات اولیا اسی قسم کی ہوتی ہین ایسی کرامات کا عدم ظہور نہایت بہتر ہے۔ کیونکہ اس مین مکافات کا وہم ہوسکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہہ الفاظ علوم کے ان اسرار سے ہین جو حدقہ چشم کی سیاہی سے لکھے جانیکے قابل ہین۔

فاحفظہ۔ حضرت محادح رضی اللہ عنہ فرماتے کہ طبیب کا ایمان ضعیف ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ مریض کی شفا اپنے نفس کیطرف منسوب کرتا ہے۔ اور اس سے مفتخر ہوتا ہے۔ اگر اس وہم سے سلامت رہے۔ تو پھر شکور ہوتا ہے۔ فرماتے بہت اچھا شغل ندا و صدا کا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب کوئی امر موجود من ظہور پذیر ہو۔

پس این دو وجہ دارد یکی آنکہ ظہور خلاف عادت از تو بدلہ مجاہدہ تو باشد کہ ریاضت کشیدی و این مذموم است نشان اعزاز و اکرام نیست عاقبت نیکو ندارد و حالانکہ گمراہان بان فریب میخورند و کرامت مے شمارندش و صاحب آزا ولی و بزرگ خدا میدانند حالانکہ این قسم حاصل میشود ہر مجاہد ریاضت کش را کو کافر باشد یا مومن فاسق یا عامی یا ریاضت کش دیگر آنکہ نباشد بہ بدلہ ریاضت کشی بلکہ برفع و بلند کند حق سبحانہ مرتبہ تراسبب کشی تو بخلاف عادت آن ترتیب ولایت رساند و معرفت و فقیری محمودہ و یا صدور خلاف عادت کالیستی فی الہواء مثلا تابع آن معرفت و ولایت بر اے اعزاز و اظہار شرافت تو در مخلوق و این قسم پس خلبست و ازین قسم است معجزات انبیاء کرام و کرامات اولیا عظام لاکن ظہور آن بلکہ اظہار آن از حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام حسن ادب حضرت مولف رحمہ اللہ میفرماید نمیگویم کہ این کلام حضرت فواہ روحی از اسرار و لکات علمیہ است کہ نمیباید نوشتن آنہا بسیاہی ظاہری بان سیاہی چشم۔ پس باید کہ یاد کنی آزا وفرمود آنحضرت ﷺ کہ طبیب ضعیف الایمان است چہ غیر میشود بہ بسبب شفا بسوے خود و ان صدا و عزا نہ اذا ظہر امر فالوجہ

فذالك على وجهين اما ان يكون مكافاة لخرقك عادتك وهذا مذموم والناس قد اغتروا بذلك ويعدّونه كرامة وهو يحصل للكفار المرتاضين ايضًا واما لا يكون مكافاة له بل يرفعك الله بخرقك عادتك درجة من مدارج المعرفة والفقر ويكون الخراق عادة الله يتبع ذلك اكراما واظهارا الشرفك وهذا المحمود ومنه كرامات الاولياء وعدم ظهوره حسن جدا لان فيه توهم المكافاة قلت هذا من اسرار العلوم التي تكتب بسواد الاحداق فاحفظه قال الكحل طبيب ضعيف الايمان لانه ينسب شفاء المريض الى نفسه ويفتخر بذلك وان سلم من هذا الوهم فشاهد قال الاحسن الاشغال شغل اللسان والصدا وهو انه اذا ظهر امر فالوجه

گو وہ امر تجھہ سے وجود مین آیا ہو یا تیری غیر سے
کہ یہ امر حقیقت مین اللہ تعالے سے ظاہر ہوا ہے اور وہی
اسکا فاعل ہے۔ اور اسکا ظہور غیر سے نہین صرف
وہم ہی وہم ہے۔ پس اللہ تعالی کا فعل مانند ندا ہے
تو اور تیرا فعل مانند صدا ہے۔ پھر یہ شعر فرمایا ؎

ہمہ عالم صدائے نغمۂ اوست
کہ شنید این چنین صدائے دراز +

یعنے
تمام عالم اوسکے نغمہ کی صدا ہے۔ ایسی طول طویل صدا
کس نے سنی ہوگی۔ فرماتے ہر ایک شخص اپنے پروردگار
کو ایک شخص مین دیکھے گا۔ جیسا کہ حدیث صحیح مرفوع
مین ہے کہ اللہ تعالی اُنکے لئے صورت منکرہ مین تجلی
فرمائیگا۔ وہ کہینگے نعوذ باللہ کہ تو ہمارا رب ہو۔ پھر اُنکے
لئے حسنہ صورت مین متجلی ہوگا۔ پھر کہینگے کہ تو ہمارا
رب ہے اور سجدہ کرینگے اسکے لئے پھر فرمایا۔ کہ پس جب
یہ حدیث سلطان المشائخ شیخ نظام الدین احمد
بداونی قدس سرہ نے سنی۔ تو کہا کہ مین اللہ تعالے سے
التماس کرونگا کہ میرے لئے میرے شیخ فرید الدین
مسعود اجودہنی کی صورت مین متجلی ہو۔ اگر ایسا نہ ہوا
تو مین اُسے نہین دیکھونگا
فرمایا حضرت مخدوم نے کہ حدیث صحیح مرفوع مین آیا ہے

از تو یا از غیر تو بدانی کہ تحقیق این امر
ظہور آن از حق سبحانہ بہت بحقیقت و
اوست جل شانہ کنندہ آن امر نیست ظہور
آن امر از غیر او سبحانہ مگر امر موہوم
خیالی پس بدان کہ فعل حق سبحانہ چون
آواز است و تو فعل تو مانند عکس
آواز است پس فرمود برائے تصدیق
باقال ہمین بیت فارسی کہ خلاصہ اش
اینست کہ تمام جہانیان واقعا الیشان
عکس آواز حق است بس دراز نہ مثل
آن کسے دیدہ نہ ہیچکسے شنید و فرمود
آنحضرت تحقیق خواہد دید ہر کس پروردگار
خود را بروز قیامت در صورۃ معین
چنانچہ مروی است در حدیث صحیح مرفوع
تحقیق حق سبحانہ جلوہ خواہد کرد در صورۃ
نازیبا پس خواہند گفت پناہ بخدا از تو شاید
صاحب این صورۃ پروردگار ما پس انسان
دیگر بار جلوہ ظہور خواہد فرمود در صورۃ بس
زیبا پس خواہند گفت کہ ہان تو پروردگار
مائی سجدہ خواہند کرد در الحدیث فرمود
پس ہرگاہ شنیدند این را حضرت سلطان المشائخ
جناب شیخ نظام الدین بداونی بخاری
قدس سبحانہ العزیز فرمود درخواست
میکنم بجناب حق سبحانہ آن را کہ بلوہ کند
بر من در صورۃ شیخ اجل من حضرت جناب

منک او من غیرک تعلم انہ
امر ظہر من اللہ تعالی فی الحقیقۃ
وھو فاعلہ ولیس ظہورہ
من غیرہ الا امر اموھوما ففاعلہ
کالنداء وانت وفعلک
کالصداء ثم قال ؎ ہمہ
عالم صداء نغمہ اوست +
کہ شنید این چنین صدائے دراز +
قال رضی اللہ سبحانہ عنہ انہ
یری کل احد ربہ یوم القیامۃ
فی الشخص کما ورد فی الحدیث
الصحیح المرفوع ان اللہ یتجلی
لھم فی صورۃ منکرۃ فیقولون
نعوذ باللہ من ان تکون ربنا
فیتجلی لھم فی صورۃ حسنۃ
فیقولون انت ربنا ویسجدون
لہ قال فلما سمع ذلک
سلطان المشائخ الشیخ
نظام الدین احمد بدائونی
قدس سرہ قال اسئل اللہ تعالی
ان یتجلی علی فی صورۃ شیخی
فرید الحق والدین مسعود من
الاجوھنی وان لم یتجلی
علی فی صورتہ فلا اراہ فقال
فی الحدیث الصحیح المرفوع

Scanned by CamScanner

کہ احسان یہ ہے۔ کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت بایں اخلاص و
نورانیت کرے۔ کہ گویا تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اگر
یہ مرتبہ حاصل نہو سکے کہ تو اسے دیکھے تو یہ اعتقاد تو ہو
کہ وہ تجھے دیکھتا ہے۔ محققین نے اس حدیث شریف
کے اخیر فقرہ یون تقریر کی ہے۔ کہ حضور فداہ ابی و امی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمودہ تراہ جزا ہے۔ حضورؐ کے
فرمودہ فان لم تکن کی۔ اور کان تامہ ہے۔ معنی یہہ ہے
کہ اگر تو فناہ ہو گیا۔ تو تو اُسے دیکھیگا۔ لیکن اس مین یہہ
اشکال ہوگا۔ کہ اگر معنے محققین کا کیا جائے۔ تو قیاس
یہ چاہتا ہے کہ بجائے تراہ تراہ بحذف الالف ہو کیونکہ
مقام جزم ہے۔ حافظ ممدوحؒ فرماتے ہین کہ اسکے جواب
مین تفصیل ہے جو اپنے مقام میں مذکور ہے فارجع الیہ حافظ
ممدوحؒ فرماتے ہین۔ کہ ہمارے شیخ کا شیخ محب النبی
مولوی فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث کے صرف
عالم نہین بلکہ اعلم تھے۔ اور اسکی تعلیم و تدریس کے اشد
محب تھے۔ صحیح بخاری کا درس دیا کرتے تھے لیکن بایں طور
کہ مقام درس پر گلاب چھڑکتے۔ اور لوبان وغیرہ کا بخور
کرتے (دکھاتے) پھر ایک حدیث یا دو حدیثین پڑھا کر انکے
الفاظ و معانی کی حقیقتیں اور اُن سے استنباط مذاہب کا
بیان فرمانا شروع کرتے۔ یہ درس ظہر کی نماز کے بعد عصر

کہ من احسان اینست کہ عبادت کنی حق
سبحانہ را بایں طور گویا می بینی او را پس اگر
طاقت آن طور نداری پس عبادت کن
بطوریکہ خیال داری کہ مولائی حقیقی مے
بیند ترا بدانکہ تحقیق کردہ اند محققین قول
نبوی را کہ تراہ است جزا فان لم تکن بر بنا این
باشد کان تامہ بمعنی صار یعنی اگر شوی
فانی خواہی دید ذات حق را جلشانہ
و در تقریر و توجیہ مشکل است و سوال
چہ برین تقدیر قیاس تراہ نباید بلکہ
تره بحذف الف بجزمی چہ جزا است و مضارع
و در بارہ جوابش تفصیل است طویل
کہ در شروح احادیث مذکور است کہ موضع
اوست فرمود کہ بود شیخ شیخ ما حضرت
مولنا محب النبی جناب مولوی فخر الدین محمد
دہلوی عالم ترین مردمان بعلم حدیث
و سخت ترین ایشان بمحبت بر تعلیم و تدریس
آن علم شریف چہ بوقت تدریس صحیح بخاری
شریف مثلاً اولاً گلاب را بمیان می پرانید
تشطیب الہواء ادبا تعالی اللہ وقال الرسول
و بخور میکرد و می سوخت چیزہائے سوختنی خوشبودار
پس از آن تدریس می فرمود کما ہو حقہ چنانچہ
یک دو حدیث میخوانید پس از آن میگرفت
بیان معانی لفظہا و مقاصد آنہا و چگونگی

الاحسان ان تعبد اللہ کانک
تراہ فان لم تکن تراہ فانہ
یراک الحدیث اعلم انہ قد جعل
المحققون قولہ تراہ جزاء
لقولہ فان لم تکن و کان تامۃ
ای فان صرت فانیا رأیتہ و فیہ
اشکال فان القیاس تره بحذف
الالف للجزم و فی جوابہ تفصیل
مذکور فی موضعہ قال رح
و کان شیخ شیخنا محب النبی
مولنا مولوی فخر الدین
محمد دہلوی اعلم رجل بعلم
الحدیث و اشد حبا علی
تعلیمہ و تدریسہ فکان
یدرس صحیح البخاری فیرش
ماء الورد و یبخر البخورات
الطیبۃ و یدرس حدیثا
او حدیثین ثم یاخذ فی
بیان حقائق الالفاظ
و معانیہا و کیفیۃ استنباط
المذاہب منہا و ذلک
بعد صلوۃ الظہر الی ان
یدخل وقت
العصر

کیوقت کے داخل ہونے تک رہتا۔ نماز عصر
سے فراغت حاصل کرکے مثنوی درس شروع
فرماتے مغرب کی اذان تک + بعض مشائخ سے
ناقلا فرماتے کہ درویشی چیست الخ درویشی
کیا ہے۔ مٹی چہانکر اسپر پانی چہڑکنا۔ نہ پاؤن
کو اس سے دکھ نہ پیٹ کو اس سے رنج۔
فرماتے۔ اکثر اہل بہشت کم عقل ہونگے فرماتے
کم عقل سے مراد دیوانگان نہین ہیں جیسے
لوگون کا گمان ہے۔ بلکہ وہ لوگ مراد ہین
جو دنیا سے غافل ہین۔ اور ماسوا اللہ
سے جاہل ہین۔ حافظ ممدوح نے فرمایا
کہ مرض سوء القنیہ اور کسالت اور تکان کے
لئے نافع تر دوا یہ ہے۔ کہ تو زنجبیل (سونٹھ)
کو پیسکر روٹی میں پکائے (بہونے) پھر اسکو
نکالکر اسکے ہموزن شکر ملاکر کہائے فرماتے
ہم نے سنا ہے ہرڑ زرد کو پیسکر آنکہہ میں بطور
سرمہ کرنا دمعۃ العین (آنکہہ سے پانی بہنے) کو
نافع ہے۔ فرماتے ہمارا شیخ قدس سرہ
صفراوی بخار کا علاج کاسنی کے
پانی سے نمک ملاکر کیا کرتے۔ حافظ ممدوح

وپس از نماز عصر تدریس مثنوی شریف میکرد
تا بانگ نماز مغرب و فرمود بوجہ نقل از
بعض بزرگان در پارسی خلاصہ اش آنکہ درویشی
درویش آنوقت متحقق خواہد گشت کہ کم آزار
باشد ہمچون خاک نمدار نہ ظاہرا ضرر رساند
و نہ باطنا نہ بزبان و نہ بدست چہ درویشی
ثمرہ کال السلام است و آن بجز بے آزاری
وجود ندارد کما قال المسلمہ من سلمہ المسنون
من لسانہ دیدہ و فرمود رح کہ در حدیث
اکثر اہل الجنۃ البلہ نیست مراد بہ بلد دیوانگان
چنانچہ مردمان گمان کردہ اند بلکہ
آن کسانند کہ از دنیا غافل شدند
و ماسوی اللہ را ترک دادند و پس
پشت انداختند و فرمود رح کہ از
نافع ترین دواہا برائے بدہضمی
کہ مقدمہ استسقاء عظم البطن است
و برائے سستی و درماندگی اینست
کہ بریان کنی زنجبیل یعنی (سونٹھ)
سحق شدہ را در شکم را قرص نان
پستر بیرون آری و بہم مثل
آن شکر سفید یعنی کھنڈ آمیختہ
بخورے و فرمود کہ شنیدہ ایم
کہ بچشم کشیدن ما حاصل سحق ہلیلہ زرد نفع میدہد
از جریان آب چشم و فرمود کہ بود حضرت شیخ
و مرشد ما قدس سرہ کو داتپ صفراوی بنقوع کاسنی با نمک

فاذا صلی العصر درس
المثنوی المعنوی الی
اذان المغرب و قال ناقلا
عن بعض المشائخ درویشی
چیست خاکی بیختہ آبکے
برو ریختہ نے پائی را ازو
دردے نے پشت پائی را
ازو گردی قال اکثر اہل
الجنۃ البلہ لیس المراد
بالبلہ المجانین کما زعمہ
الناس بل الذین تخلوا
عن الدنیا و جہلوا ما سوی
اللہ تعالی قال رح و من
انفع الادویۃ لسوء القنیۃ
والکسل والاعیاء ان
تشوی الزنجبیل المسحوق
فی الخبز ثم تخرجہ و تمزج
معہ مثلہ من السکر
فاکلہ قال و سمعت
ان الاکتحال بسحیق الا
ہلیلج الاصفر ینفع دمعۃ
العین قال و کان شیخنا
قدس سرہ یعالج الحمی
الصفراویۃ بماء الہندبا
مع الملح

بھی معہ اپنے مریدون کے باتباع شیخ یہی
علاج کیا کرتے۔ مصنف رسالہ فرماتے ہین
کہ مین ایک دن حافظ محمد روح کے ساتھ
کشتی مین سوار تھا۔ ملاح نے لکڑی پانی
دریافت کرنے کے لئے دریا مین ڈالی
پس اُس نے اُسجگہ کے عمق کو نہ دریافت
کرکے کہا۔ اللہ حضرت محمد روح نے یہہ
سُنکر مجھے اشارہ کیا۔ کہ اے عبد العزیز!
ملاح کے مقولہ کو سمجھا۔ مین نے عرض کی۔
ہان اسکی مراد یہہ ہے۔ کہ حقیقت حق سبحانہ
تعالیٰ کی ایسا عمیق سمندر ہے جس کی تہہ
نامعلوم ہے۔ فرمایا ہان۔ فرمایا مروی ہے
کہ حضرت بلالؓ جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا مؤذن تھا۔ رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ عالیہ سے
نکل گیا۔ پھر مدت کے بعد اسمین واپس
آیا۔ تو صحابہ نے تقاضا کیا۔ کہ نماز
کے لئے اذان دے اُس نے انکار
کیا۔ انہون نے تقاضے پر اصرار کیا
تو مجبوراً اس نے اذان شروع کی بجو

وازان بود کہ دوائے کہ از غلبہ خلط صفرا
بود باشد برائے خود و مریدان خود ہمین
دوا میکرد و تبرکا و متابعۃ مشیخہ و بود وے
ہمراہ حضور پر نور در ہیچ کشتی دریا۔
پس داخل نمود کشتیبان ہیزم یعنی
راد در دریا تا کہ معلوم کند عمق آب پس
نیافت چہ عمق آن از اندازہ ہیزم زیادہ بود
پس متعجب گشت و حیران شدہ گفت آن ملاح
اللہ سبحانہ پس باشارہ بمن فرمود آنحضرت
و گفت یا عبد العزیز فہمید مقولہ ملاح را گفتم
آرے چہ تحقیق گفتہ است کہ کنہ ذات
پروردگار دریائے است و درتہ مدرک
ہیچکس نیست پایان او پس
فرمود آرے اینچنین است کہ گفتی
و فہمیدی و فرمودہ کہ مروی است
حضرت بلالؓ موذن رسول کریم
بیرون رفت از مدینہ عالیہ
پس از وفات آنحضرت رسول
پس از مدتے کہ عود فرمود صحابہ
کرام طلب بانگ نماز از وے
کردند تشوقا الی زمن الرسول پس ابا
او ورزید لکن پس بسبب سخت تقاضائے
ایشان شروع کرد اذان را تا کہ

وکان یعالج نفسہ
ومریدیہ بعد الدواء
شیعا الشیخہ وکنت معہ
ذات یوم فی سفینۃ
فادخل الملاح خشبۃ
فی الماء لیطلب بہا قعر
البحر فلم یدرک لعمق الماء
فقال اللہ فتحمز الشیخ
یا عبد العزیز فہمت ما
قال الملاح فقلت نعم
قد قال ان حقیقۃ
الحق سبحانہ وتعالی
بحر عمیق لا یدرک قعرہ
فقال نعم کذلک قال
وروی ان بلالا المؤذن
رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم خرج من المدینۃ
بعد وفاتہ ثم عاد الیہا
بعد مدۃ فطلب
منہ الصحابۃ
ان یؤذن للمتلوۃ
فابی فتقاضوہ
فشرع فی الاذان

Scanned by CamScanner

شروع کرنے کے مدینہ عالیہ کے لوگ
اسقدر چیخے اور بلند آواز روئے۔ کہ حضرت
بلال اذان تمام نہ کرسکا۔ اس روز لوگوں کا
غم وگریہ وفات کے دن کے موافق جاری
ہوا۔ مولف صاحب فرماتے ہین۔ کہ اس
روایت حدیث کی صحت میں گفتگو ہے۔
واللہ اعلم فرمایا صوفی تیس سال کے بعد سلوک
فی اللہ مین مستغرق ہوتا ہے اس لئے کہ حق سبحانہ تعالے
کی وصال اور عرفان کے مدارج کی طرف
عروج۔ نفس امارہ کی مخالفت اور شہوات
شکستگی سے حاصل ہوتا ہے۔ بایں وجہ
فرشتون کے لئے ترقی نہین۔ بلکہ ہر ایک
فرشتہ کے لئے مرتبہ مقررہ ہے۔
اسلئے خواص انسان خواص ملائک
پر بزرگی دیئے ہوئے ہے۔ اس مین
کوئی شک نہین۔ کہ چڑھتی جوانی اور نفس
سرکش کی خواہشات قبل از تیس سال
بہت ہی سخت ہوا کرتے ہین۔ پس نفس
کی ممانعت قبل از تیس سال حق سبحانہ تعالے
کے وصول مین نہایت ہی ذخیل ہوتی ہے

بلند شد گریہ وشیون در مدینہ مطہرہ بحدیکہ
قادر نشد بلال بر تمام کردن بانگ وگذشت
از غم وحزن دران روز آنچہ گذشتہ بود بروز
انتقال رسول کریم مولف میفرماید کہ برائے
اہل حدیث یعنی محدثین در صحت ہمین حدیث
مروی چیزے خدشہ است وجائے
سخن وحق سبحانہ نیکو میداند۔
خفیف حال راکہ چگونہ است وظاہرا
غالبا صحت است وفرمودہ آنحضرت کہ
صوفی پس از تیس سال در سلوک راہ
خدا سر در میشود چہ وصول بحق سبحانہ
وبالا رفتن بر اثر معرفت بمخالفت
نفس سرکش وترک شہوات باشد۔
نہ غیر ازین سبب نیست برائے فرشتگان
بالا رفتنی بلکہ ہر یکے ایشان را مقامی معین است
کہ بران قائم است از اول یا آخر دہن
است سبب فضیلت گزیدگان آدم گزیدگان
فرشتہ وبے شک در ابتدائے جوانی یعنی پیش از تیس
سال خواہش نفس سرکش بس سخت میباشد
پس مخالفت آن پیش از تیس سال موثر
تر باشد در رسیدن بحق سبحانہ تعالے

فارتفع البکاء والصیحۃ
فی المدینۃ العالیۃ حتی
لم یقدر البلال علی اتمام
الاذان وجری فی ھذا
الیوم ما جری یوم وفات
رسول اللہ من الغم
والبکاء قلت ولا ھل
الحدیث فی صحۃ ھذا
الروایۃ مقال واللہ اعلم
قال الصوفی بعد الثلثین یاذن
وذلک لان الوصول الی
الحق سبحانہ وتعالی الی
مدارج العرفان انما ھو بمخالفۃ
النفس الامارۃ وکسر الشہوات
ولذا لیس للملائکۃ
ترقی بل الکل منھم مقام
معلوم ولذا افضل خواص
الانس علی خواص الملک ولا
شک ان عنفوان الشباب مفتضیۃ
النفس الامارۃ قبل الثلثین

Scanned by CamScanner

فرمایا کہ وجود کل کا کل بہتر ہے۔ زنا اسلئے
برا ہے۔ کہ عصمت (پاکدامنی) کو معدوم
کرنیوالا ہے۔ مین کہتا ہون یہ عظیم الشان
مقدمہ ہے۔ حکمت اشرقیہ کے مقدمات
سے اشراقی حکماء کا مقولہ ہے کہ وجود یا
تو محض خیر ہی ہوتا ہے۔ یا اوسکی خیر اوسکے
شر پر غالب ہوتی ہے۔ محض خالص شر
یا شر غالب بالکل پایا ہی نہین جاتا۔ بلکہ
ایسے وجود کی پیدائش حکمت بالغہ بعید سمجھتی
ہے۔ غالب خیر خیر ہے۔ اسکا ترک کرنا خیر
کثیر کو فوت کرنا ہے۔ صوفیہ کرام نے اس
مقدمہ کو قبول کیا ہے۔ بعض مشایخ سے
سوال کیا گیا۔ کہ مقاتلہ کرنیوالے کافر مین کیا
خیر ہے۔ جواب دیا کہ اسمین ایسی دو خوبی ہین کہ
کہ وہ نبی میں ہین نہ ولی مین۔ اسکا قاتل
غازی ہوتا ہے۔ اور اسکا مقتول
شہید۔ فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے
وصول کے لئے بہترین طریقہ وہ ہے۔ جو
ہمارے مشایخ نے معنعن کے طور باسناد
صحیح رسول اللہ تک پہونچایا ہے۔

وفرمود وجود تمام آن نیکو است وزنا بد است
چہ دران ما بود کردن معصومی است والتحاق
محبولیات مؤلف میفرماید کہ بفکر من این مقدمہ
ایست عظیم الشان از مقدمات حکمۃ اشراقیہ
چہ حضرت اشراقیین فرمودہ اند کہ وجود دو قسم
است یا فقط خیر یا خیر او غالب بر شر و تلاکثر
حکم الکل پس آن ہم خیر شد فثبت ان
الوجود کلہ خیر و شر خالص و آنچہ شر او
غالب باشد۔ پس آن فرد وجود نیست
چہ بوجود آوردن آن دور از حکمۃ کاملہ
است نہ غالب الخیر چہ ترک آن گم
کردن خیر کثیر است و حضرات صوفیہ صافیہ
زادہم اللہ سبحانہ شرفا و تعظیما این مقدمہ
را برائے قبول قبول کردہ اند و دال است
بران این کہ سوال کردہ شد از بعض بزرگان
صوفیہ کہ ظاہر کافر کشندہ مسلمانان شر محض
است فضلا عن غالب الشر و غالب الخیر و الخیر
المجرد پس چرا پیدا کردہ شد و چہ خیر و چہ حکمت
است دران فرمود آن شیخ سؤل عنہ در پیدا
کردن کافر خیر غالب است چہ دو خوبی دارد کہ در
نبی و ولی ہم موجود نہ قاتل وے بر تبہ غزای رسد و مقتول
وے بر تبہ شہادت کہ ہر دو مرتبہ جلیل القدر است
فرمود کہ خوبترین راہہا وصول بحق سبحانہ راہ مشایخ
است کہ بضعہ عن فلان باسناد صحیح مروی است تا رسول کریم

قال الوجود کلہ خیر و الزنا
شر من انہ اعدام العصمۃ
قلت ہذا مقدمۃ عظیمۃ
الشان من مقدمات حکمۃ
الاشراق قال الاشراقیون
الوجود اما خیر محض و
اما خیرہ غالب علی شرہ
واما الشر المحض و غالب
الشر فلا یوجد اصلا
وایجادہ بعید عن الحکمۃ
البالغۃ و غالب الخیر
خیر و ترکہ تفویت
للخیر الکثیر و تلقت الصوفیۃ
الصافیۃ ہذہ المقدمۃ
بالقبول و سئل بعض المشائخ
عن خیر کافر قتال
قال فیہ خیران لیسا
فی نبی ولا ولی قاتلہ
الغازی و مقتولہ
شہید قال احسن طرق
الوصول الی الحق سبحانہ
طریق مشائخنا
المعنعن بالاسناد
الصحیح الی رسول اللہ

اور وہ یہ ہے کہ ظاہر تو شریعت شریفہ سے
آراستہ ہو۔ اور اس پر استقامت ہو۔ اور
باطن صفات رزیلہ مانند بخل حسد کبر سے
مبرا معرا ہو۔ فرمایا حدیث مین ہے۔ مومن
مومن کا آئینہ ہے۔ مومن کی دو تفسیرین
ہین۔ اول یہ ہے کہ مومن اول سے مراد
حقتعالیٰ ہے۔ اور ثانی سے بندہ مومن۔
ثانی اس کا برعکس اور دونون صحیح ہین فتوحات
مکیہ مین مصنف علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے۔
کہ وہ تیرا آئینہ ہے۔ تیرے دیکھنے مین
اپنے نفس کو اور تو اسکا آئینہ ہے اسکے اسما
وصفات کے دیکھنے مین مین حافظ ممدوح رض
کے ساتھ کشتی پر سوار تھا۔ آپنے مجھے خطاب
کرکے فرمایا۔ اے عبد العزیز۔ وجود مطلق
کی اپنے مظاہر مین ظہور کیلئے موجون کی
مثال بہت بہتر ہے۔ مین نے آپکی زبان درفشان
سے بہت دفعہ یہ شعر سنا ؎ سمندر سمندر
ہے جسطور پر قدم مین تھا + موجین اور
نہرین نو پیدا شدہ ہین۔ یعنی موجون
اور نہرون نے ذات بحت کو متغیر نہین

وآن راہ آراستہ کردن ظاہر خود است بشریعت غرا
ومحکم ماندن بران وخالی کردن باطن خود است از خبائث
واعتقادات فاسدہ وفرمود کہ در حدیث المومن مرآۃ المومن
تفسیر بدو وجہ کردہ شدہ است یکے اینکہ مراد داشتہ
شود از مومن اول حقسبحانہ وبدوم بندہ مومن
دوم عکس آن وہر دو صحیح است چنانچہ
صاحب فتوحات گفتہ است دران کہ
حق سبحانہ شیشہ تست در دیدن تو نفس
خود را و تو شیشہ ذات بحت ہستی در دیدن
اسماء وصفات او۔ مولف رض مے فرماید کہ
سوار شدم ہمراہ آنحضرت کشتی را پس فرمود اے
عبد العزیز موج دریا خوبتر مثالہا است برائے
ظہور وجود حق سبحانہ کہ بے قید است در
افراد عالم مظاہر اوست جلشانہ ومولف میفرماید
کہ از حد بسیار بود کہ می شنوم از آنحضرت کہ میخواند
این بیت عربی را کہ خلاصہ اش اینست کہ ذات
حق سبحانہ کہ بحر کنائت از وست ہمچنان بحر است کہ بود
ہیچ تغیر وتبدل در ذات وے سبحانہ بوجود افراد
عالم راہ نیافتہ چہ افراد عالم کہ حوادث عبارت
از انست ہمچون موجہا ونہرہا است
کہ بوجود آنہا بحر یعنی دریا بے
تغیر وتبدل بحال خود مے ماند

وهو تحلية الظاهر بالشريعة
الشريفة والاستقامة
عليها وتخلية الباطن عن
الرذائل قال رض في الحديث
المومن مرآة المومن
يفسر على وجهين ان يراد
بالمومن الاول الحق
سبحانه وبالثاني العبد
المومن او بالعكس وكلاهما
صحيح قال في الفتوحات
هو مرآتك في رؤيتك نفسك
وانت مرآته في رؤية اسمائه
وصفاته ركبت مع السفينة
فقال يا عبد العزيز الامواج
احسن مثال لظهور الوجود المطلق
في مظاهره وكثيرا
ما سمعته ينشد
لهذا البيت ؎
البحر بحر على ما كان في القدم
ان الحوادث امواج وانهار

کیا۔ بلکہ الان کما کان ہے۔ ایک دن فرمایا
کہ ہم قاری علماؤن سے سُنا کرتے تھے۔ کہ
ایاک نعبد کے درمیان یعنی ایاک کے بعد
فصل اور فرق نہ کیا جائے۔ بلکہ اسمین یہ
لکھا تھا۔ یہ ان کلمات مین یعنی دونو ایاک
کو ما بعد یعنی نعبد و نستعین کیساتھ متصلاً ملا
کر پڑھا جائے۔ حافظ عبد العزیز مولف یہ رسالہ اس
کی توجیہ و تطبیق یون فرماتے ہین کہ فصل
معتدل ہو۔ شرح کبیری کا مفہوم یہ ہے
کہ فصل غیر معتدل نہو۔ چونکہ بعض لوگون نے اس
فصل مین یہانتک افراط کی کہ دونو کلمونکی
بے تعلقی و بے ارتباطی اسمین مفہوم ہونے
لگی تو کبیری شرح منیہ مین اُنکی تردید کیگئی
فرمایا کہ حضرت شیخ فخر الحق والدین ہر
ایک آنے والے کی تعظیم کے لئے قیام
فرمایا کرتے تھے۔ اسکی وجہ بیان فرمانے
کیلئے آپ سے استفسار کیا گیا۔ تو آپنے
باین طور اعتذار فرمایا کہ نفس کی مثال شیر خوار
بچہ کی سی ہے۔ کہ اگر اُسے چھوڑے رکھو گے
تو وہ دودھ ہی پیتا رہے گا۔ بعد از مدت شیر

فرمودہ کہ ما بودیم کہ ما شنفتیم از عالمان
قرأت کہ بیان دو کلمہ ایاک نعبد فصل فرق
کردہ شود و ہمچنین بیان دو کلمہ ایاک نستعین
پس ان الفاظ کبیری شرح منیۃ المصلی دیدیم خلاف
آن کہ فرق کردہ نشود تا کہ نوشتہ اولے است
کہ متصل سازد ہر دو کلمہ ایاک را بما بعد خود
پس در وجہ آن مؤلف علیہ الرحمۃ میفرماید
تطبیقا بین السمع و المنظور میگوئیم کہ مراد از
فصل مسموع و غرض ازان فصل معتدل است
و مراد از عدم فصل منظور شرح منیۃ المصلی
عدم فصل بمبالغہ است یعنی بر وقف چہ مرسان
در مبالغہ فصل عادت کردہ بودند تا کہ وہم
تقاطع و بی تعلقی ہر دو کلمہ گویا در شرح مذکور
رد است بمبالغہ کنندگان در فصل و قطع
و فرمودہ کہ بعد حضرت شیخ فخر الحق والدین تعظیم
میکردند ہر کسی را کہ می آمد وی ایستاد برای تعظیم و
پس سوال کردند ازین بدر جواب عذر کردند
کہ نفس ہمچون بچہ شیر خوارہ است کہ اگر
بگذاری یا عادت شیر خوارگی میفرماید
جوانی ہم محبت شیر نوشی از و نخواہد رفت

قال رحمہ کنا نسمع من القراء
انہ یفصل بین کلمتی
ایاک نعبد کذلک بین
کلمتی ایاک نستعین قیاسا
فی الکبیری شرح المنیۃ المصلی
انہ لا یفصل حتی کتب
اکثر الفضل المعتدل الکن
الناس بالغوا فی الفصل
حتی کادت الکلمتان
یتقاطعان و فی شرح المنیۃ
رد علی الواغلین فی الافصال
قال رحمہ کان الشیخ
فخر الحق والدین یعظم
کل من جاء و یقوم
تعظیما لہ فسئل
عن ذلک فاعتذر
بان النفس
کالطفل ان
تهمله شب
علی حب الرضاع

Scanned by CamScanner

خوارگی بھی دودھ کی محبت ہوگی۔ اگر
قبل از وقت الگ کر دیا جائے تو وہ
الگ ہو جائیگا۔ پس میں ڈرتا ہوں کہ کہیں
اسے ہر ایک کی بے تعظیمی کی عادت
نہو جائے۔

انسب جواب آپکے رتبہ کے مناسب
یہ ہے کہ آپ بجز ذات حق کچھ نہ دیکھا کرتے
تھے۔ جو تعظیم ہوتی تھی۔ وہ حق سبحانہ
کے لئے ہوتی شیخ سعدیؒ کے اس شعر
کی کہ ؎ یا مکن با پیلبانان دوستی +
یا بنا کن خانہ را در خورد پیل + اس طرح شرح
فرمایا کرتے۔ کہ فیل سے اشارہ حق سبحانہ
کی طرف ہے۔ اور پیلبانان سے اولیاء اللہ
کیطرف مؤلف صاحب کہتے ہیں کہ حافظ
ممدوح کے خطوط مین لکھا کرتا تھا۔ مجھے
فرماتے کہ خط واضح لکھا کرو۔ شکستہ لکھنے
سے منع فرماتے۔ فرماتے کہ کاتب کو
صرف یہی گناہ ہلاک کرنیکے لئے کافی ہے
کہ پڑھنے والا اوسکے مشکل مکتوب کے پڑھنے
کی تکلیف سے دردناک ہو۔ فرمایا کہ ذات

واگر بوقت معہود از شیر دور کنی دور شود
و محبت شیر از و خواہد رفت از آن بتعظیم
ہر کسے عادت بے تعظیمی از و دوری کنم
کہ مبادا بر عادت خود ماند و تعظیم کسے نکند
مولف میفرماید کہ این محض عذر ظاہری بود
اما سبب حقیقی این بود کہ او بجز ذات حق
سبحانہ ہیچ نمے دید۔ پس او را تعظیم
میکرد بہر مظہرے کہ مے دید
و فرمود رض کہ معنی قول شیخ سیدے
علیہ الرحمۃ کہ بپارسی فرمود و خلاصہ اش
اینست کہ بفیل یعنی پیل اشارہ است
بحق سبحانہ و اہالے پیل اہل اللہ رض
ہستند و بودم کہ مے نوشتم خطوط آنحضرت
را پس مے بود کہ مے فرمود مرا
بواضح نوشتن و ترک پیچیدگی و مے
فرمود در وجہ آن کہ بس گناہ است
کاتب را ہمین کہ تکلیف کشد
قارے بخواندن نوشتہ او
و فرمود کہ رضی اللہ تعالے
فرمود کہ معرفت و

تفطمہ ینفطم فاخاف
ان یعتاد ان لا یعظم لاحد
وکان النسب فی الحقیقۃ انہ
کان لا یری الا ذات الحق
سبحانہ وتعالی فیعظمہ
سبحانہ قال رضی اللہ معنی
قول السعدی فرد ؎
یا مکن با پیلبانان دوستی
یا بنا کن خانہ را در خورد پیل
قال رض الفیل اشارۃ الی
اللہ سبحانہ واہل الفیل
اولیاء اللہ تعالے
وکنت اکتب لہ
المرسلات فکان یامرنی
بایضاح المکتوب وترک
القرمطۃ ویقول کفی
الکاتب اثما ان یتأذی
القاری بغیر
قراءۃ مکتوبہ
قال رض معرفتہ کنہ

حق سبحانہ کی کنہ کی پرکھ جانچ ناممکن ہے۔
ویحذرکم الایہ سے اسکی طرف اشارہ ہے
ترجمہ یون ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہین ڈراتا ہی
اسکی کنہ مین پڑنے سے اور اللہ تعالےٰ
بہ بندگان خود مہربان ہے۔ یعنی اسکا ڈرانا
اس سے تمپر مہربانی فرمانا ہے۔ تاکہ اس
چیز کی تحصیل مین جسے تم حاصل نہین کر
سکتے۔ تضیع اوقات نہ کرو۔ فرمایا جب
حضور فداہ ابی و امی صلے اللہ علیہ و آلہ
وسلم کو معراج ہوئی تو اللہ تعالےٰ نے
آپ کو انواع اقسام کے علوم تعلیم کئے۔
اور فرمایا کہ پوشیدہ رکھنا۔ جب آپ معراج
سے تشریف لائے۔ تو ایکدن کسی دیوانہ
کو دیکہا۔ کہ وہی علوم بازارون اور کوچون مین
کہتا پھرتا ہے آپ نے جناب باری مین عرض
کی کہ یہ کیا بات ہے۔ مجہی تو چہپانیکی وصیت اور اُسے
یون وحی ہوئی۔ کہ یہ ہمارے اسرار ہین آپ اسے
نہ پوچہئے گا اگر آپ تبلاتے تو فتنہ فساد کا ڈر
تھا اس دیوانہ کی باتونکا کون اعتبار کرتا ہے

وشناختن حقیقت ذات او سبحانہ محال
است و باینست اشارہ قول حق سبحانہ کہ
ترجمہ اش اینست می ترساند شما را حق سبحانہ از سعی
بشناخت حقیقت او سبحانہ چہ حق سبحانہ مہربان است
بہ بندگان خود می ترساند از جہت مہربانگے
تاکہ ضائع نکنند اوقات خود را در آنکہ یافت
آن ممکن ایشان نیست و فرمود کہ ہرگاہ معراج
نصیب حضرت رسول کریم ما شد آموخت او را حق
سبحانہ از اقسام علوم و وصیت کرد بہ پوشیدہ داشتے
انہا پس ہرگاہ رجوع نمود دید روزے مجنون را کہ در سر
بازار و کوچہا بعینہ بآن علوم و آن اسرار تکلم میکرد پس
متحیر شد عرض خدمت عزت بارے کرد کہ یا رب
چگونہ است این حال مرا با خفا امر شد و ازین دیوانہ
کمال اظہار پس بذریعہ وحی حکم شد کہ این از اسرار ما است
سوال بکن ازین چہ اگر تو اظہار کنی خوف فتنہ باشد
اما این دیوانہ پس مردمان را بر و اعتمادے نیست بر لغو حمل
نمودہ در امی آن نخواہند شد خلاف ہمچون
کہ تو عاقل کامل کہ در پے آن خواہد شد و بفہم
شان نہ در آید و خوف فتنہ گردد +

ذات الحق سبحانہ محال
والیہ الاشارۃ بقولہ تعہ
ویحذرکم اللہ نفسہ و
واللہ رؤف بالعباد وھذا
کالتعلیل لتحذیر ای انما
حذرھم رأفتہ بھم لئلا
یضیعوا اوقاتھم فیما لا
یدرکونہ قال لما عرج النبی
علمہ اللہ تعالیٰ انواعا من
العلوم واوصاہ بکتمانھا
فلما رجع رأی ذات
یوم مجنونا یتکلم بتلک العلوم
فی السکک والاسواق فقال
یا رب کیف ھذا الامر
فاوحی الیہ ان ھذا
من اسرارنا فلا تسئل عنہ
لو تکلمت بھا خیف الفتنۃ
واما کلام ھذا المجنون
فلا یعتمد الناس علیہ

تخیر

باب

خاتمہ در بعض ذکر حضرت حافظ صاحب ممدوح رض

حضرت محب المنان بالکمال محبوب اللہ المتعال حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی حضرت خواجہ عالم اند۔ در صورت و سیرت مظہر جمال الٰہی بودہ اند۔ و بعد از تکمیل علوم ظاہر بشرف بیعت مشرف گشتہ چند مدت در مجاہدات خدمات حضور خصوصاً دویدن پیش اسپ سوارے حضرت معہ برداشت توبرہ کہ دران اسباب وضو مہیا مے داشتند شاغل بودہ اند اتفاق روزیکہ اسپے عمدہ از حضرت شاہ صاحب عبد الوہاب شاہ جیو فتوح رسید حضرت ایشان را بران اسپ سوار نمودند و فرمودند کہ حافظ صاحب آئندہ دویدن پیش اسپ موقوف و بنعمت ظاہر و باطن و بخلافت خاص خویش مشرف گردانیدند و باقامت ملتان کہ اصلی وطن ایشان بودہ مشار گشتند حسب اشارہ حضور در ملتان شریف طرح بیعت انداختند و بسیار کسان را از ملتان و تھل و سہندہ مشرف گردانیدند و تفقد یاران از عادات شریفہ ایشان بودہ و اشاعۃ امر بیعت درین دیار ہم از ایشان بودہ و خلفاء ایشان بسیار اند چنانچہ سر آمد کل حضرت مولٰنا و مرشدنا محب المسکنۃ والمساکین حضرت مولوی محمد خدا بخش رض ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ و حضرت مولوی محمد حامد فتح پوری و حضرت شاہ صاحب سید محمد زاہد شاہ رض جیو و حضرت مولوی صاحب مولوی عبد الرزاق رض ساکن میلسیان وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم وفات ایشان پنجم جمادی الاولیٰ سن الف مائتین و خمسہ او ستہ و عشرین۔ مرقد منور ایشان شرق سرحد ملتان زیارتگاہ خاص و عام است۔

ذکر حضرت خواجہ خیر پوری صاحب رض

حضرت محب المساکین سید التارکین غوث الخلایق علے الاطلاق محبوب رب العالمین حضرت مولٰنا مولوی محمد خدا بخش ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ حضرت ایشان در اصل از ملتان بودند و از آباء و اجداد عالم بودہ اند و چہل سال یا زیادہ در ملتان در مسجد درس تدریس نمودہ اند ظاہر با خلق و باطن بحق در اخفاء حال خویش کوشش مے نمودند و اہتمام تمام داشتند در ابتداء حال در طلب شیخ کامل مکمل مے بودند۔ کہ روزے حضرت خواجہ خواجگان خواجہ حافظ محمد جمال رض ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ در درس تشریف آوردند و ایشان را ہمراہ خویش بخانقاہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین رض زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بردند و آنجا بیعت فرمودہ بانواع نعم ظاہر و باطن ممتاز فرمودند و از کرامات حضرت ایشان است کہ اکثر اہل زمان بلکہ ہمہ ایشان از حضرت ایشان مستفیض بعضے بلا واسطہ بعضے بالواسطہ و بعضے بالوسائط و بولائیت و کرامت ایشان بیکزبان مقر و معترف و بفقر و مسکنۃ افتخار می فرمودند۔ گویا کہ اللّٰہم رضی مسکینا و امتنی مسکینا و احشرنی فی زمرۃ المساکین بزبان حال و قال وظیفہ ایشان موجود و بے تکلف بودہ اند در لباس و معاشرۃ و حتی الامکان خدمت نفس خود بکسی نمی فرمودند ظاہر بکار و دل بیار و خلوت در انجمن صفت ایشان بودہ و توفیقیہ شریفہ کلام حالی ایشانست ہر چند کہ در کتمان و اخفا می کوشیدند حق جل و علا و برائے افاضہ خلق ظاہر مے نمود تا کہ اکثر اہل زمان از کافر و مسلمان از ملتان و بہاولپور و احمد پور و خیر پور و تھل و سندھ وغیرہ اطراف و اکناف از جنوب و شمال بشرف بیعۃ مشرف گشتند و بہ فیوض ظاہر و باطن فائز قائلین ما رأینا مثلہ قط ہا و کشف کرامات ایشان از حد بیان احصا بیرونست و در آخر

ودر آخر عمر چندان استغراق دست داده که شناخت مردمان که اکثر حاضر بوده اند و امتیاز میان شیخ و لذیذ مع سلامت حواس از دست رفته و چون سکنان برملتان تعلب نمودند از ملتان هجرت نموده بوطن خیرپور شریف اختیار نمودند وفات ایشان نیز در انجا وقوع آمده آخر محرم الحرام سنه الف و مائتین و ثلث خمسین اور مرقد منیف ایشان غرب رویه خیرپور زیارتگاه خلائق است ✦

ذکر حضرت خواجه مولانا مولوی حافظ محمد عبید الله صاحب ملتانی رضی الله عنه

حضرت الشیخ المتوکل علی الله الغانی فی الله الباقی بالله حضرت غریب نواز محرم راز حضرت مولنا و مرشدنا حضرت خواجه مولوی حافظ **محمد عبید الله** ملتانی ادام الله ظلال فیوضه علی المسترشدین و افضل الینا من فیوضاته حضرت ایشان از اباو اجداد پشت به پشت عالم اند بعلوم ظاهر و باطن و خلیفه کلان حضرت مولنا مولوی محمد خدا بخش صاحب ملتانی رضی الله عنه هستند در اول عمر علم ظاهر از والد ماجد خویش حضرت مولوی صاحب مولوی قدرة الله رضی الله عنه در وقت خویش اعلم اهل زمان بوده اند گرفته اند و بعد از وفات ایشان همراه برادران خویش در مسجد درس پیش حضرت مولنا و بعد از تغلب سکان بر ملتان سفر احمد پور برای طلب علم نموده پیش حضرت مولوی صاحب مولوی گل محمد جیو که از خلفا حضرت قاضی صاحب کوٹ مٹھن بوده اند تکمیل علوم متداوله نموده اند و چونکه اتفاقا حضرت مولنا صاحب انجا تشریف آورده اند به شرف بیعته مشرف کرده بطرف خیرپور همراه خویش برده اند و علوم عربیه چنانچه حساب و هیئته و علم تصوف و علم فرائض آنجا بهره یاب فرموده اند و در شرف صحبة آنحضرت بانواع فیوض ظاهر و باطنه فائض گشته خلعت خلافت خاص یافته اند و مجاز شده اند و حضرت مولنا ایشان را بسیار دوست می داشتند و بسیار مے فرموده اند که فلان جان من است و اکثر و حال ضعف و استغراق که مردمان بشرف بیعت زیارت مولنا مشرف مے شدند تلقین مفوض ایشان بوده و در علوم مختلفه رسایل کثیره تصنیف فرموده اند که بسیاری مردمان از ان نفع مے گیرند و بسیاری از مردمان از علماء و غیر ایشان بشرف بیعته مشرف شده اند و از ورغلانیدن مردمان بربیعت چنانچه عادت اهل زمانست بسیار متنفر هستند و مخلصانه خود را ازین امر منع مے فرمودند کنایةً و صراحةً و می فرمودند که اصل این کار محبت است و اخلاص و بیکار بودن را بظاهر بسیار بد مے دانستند و خود بدولت نیز گاهے بیکار نبوده اند و مردمان معطل و مهمل البسیار دشمن میدانستند و هر کس را وصیت مشغول بودن بکارے میفرمودند و اقسام کرامات و انواع خوارق عادات از ایشان بوقوع آمده **وفات** حضرت ایشان یوم الجمعه سادس از جمادی الاولے بوقوع آمده ۱۳۰۵ھ و در جنازه حضرت ایشان چندان خلق جمع بود که در عدد حصر هیچکس نمے آمد و همه کسان از حاضرین متعجب بودند پیه موا تقین و چه مخالفین قائلین ما رأینا مثل هذا الاز دحام علی جنازة احد و کان قد شرع من وقت الوصال الی حصول الدفن السحاب الماطر قلیلا قلیلا و کان الجنازة فی عام خاص موضع شرقا شمالا من ملتان علی نحو میل و نصف و من مسکن الحضور بعد صلوة الجمعة و هو قد شریف حضرت ایشان غرب رویه ملتان زیارتگاه خلائق است و قد قیل فی تاریخ وصاله قدس الله عنه ۔ وفان المتقین فی جنت ۔ اللهم افض لینا من فیوضه و فتوحاته

۱۳۰۵ ۵ ۱۳ ۵ ۱۳

بشکریہ انجمن
کمپوزنگ ملفوظات حالیہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب شیخ الہند کی زبان فارسی کو اردو میں منتقل کرنے کا کام جاری ہے۔ اس کام میں آپ بھی ہمارا ساتھ دے سکتے ہیں۔ ہر صفحہ کی کمپوزنگ پر ۵۰ روپے خرچ ہوتے ہیں۔ جو صاحب جتنے صفحات کی کمپوزنگ کا خرچ ادا کریں گے ان کا نام ان صفحات پر لکھ دیا جائے گا۔ انشاء اللہ